حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ محدث دارالعلوم دیوبند

کے تین مفید دینی رسائل،

دستِ غیب،

ناقابلِ اعتبار روایات،

علم الاوّلین،

اِدارۂ اِسلامیّات ○ لاہور

حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ محدث دارالعلوم دیوبند

کے تین مفید دینی رسائل

دستِ غیب

ناقابلِ اعتبار روایات

علم الاوّلین

اِدارۂ اِسلامیات ○ لاہور

دستِ غیب

یعنی

کسبِ حلال کی فضیلت اور حرصِ مال کی مذمّت

پر مختصر مگر

نہایت مفید رسالہ

از

حضرت مولانا سیّد میاں اصغر حسین نوّر اللہ مرقدہٗ
محدّث دار العلوم دیوبند

ناشر

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

رازق حقیقی کے شکر سے زبان قاصر ہے جس نے ہم کو کسب حلال کا حکم فرما کر شیطان کے پنجے سے بچنے کا ہتھیار دیدیا اور حضور سید عالم افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارا ہادی و پیشوا بنایا۔

امّابعدُ جو لوگ خدا اور رسول کی ہدایات پر نظر نہیں رکھتے وہ اکثر شیطان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اس کم بخت کے صدہا فریب اور سینکڑوں جال ہیں۔ بعض بہت موٹے اور ظاہر اور بعض پھندے نہایت باریک ہیں جن سے بڑے بڑے تیز نظر بھی نہیں بچ سکتے ہاں جس کو خدا بچاوے۔ واللہ اعلم یوں کہتے ہیں کہ حضرت پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ جب چالیس برس کے بعد حجرے سے باہر تشریف لائے تو تمام میدان روشن اور منور ہوگیا۔ حضرت عالم، ظاہر و باطن کے جامع تھے سمجھ گئے کہ یہ نورِ حقیقی کا پرتو نہیں ہے۔ آپ نے اعوذ باللہ ولاحول پڑھا فوراً وہ روشنی بجھ گئی اور شیطان نے آواز دی کہ " اے عبدالقادر تجھ کو تیرے علم نے بچالیا۔" آنجناب بفضل خداوندی اس فریب کو بھی سمجھ گئے اور دوبارہ لاحول پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ عَصَمَنِیْ رَبِّیْ لَا الْعِلْمُ یعنی مجھ کو میرے پروردگار نے بچایا ہے علم کیا چیز ہے۔ شیطان افسوس وحسرت کرکے فرار ہوا اور کہا کہ افسوس میرا دوسرا وار بھی خالی گیا۔ غرضیکہ اس کے ایسے ہتھیار ہیں کہ کسی کو نظر بھی نہیں آتے اور اپنا کام کر جاتے ہیں۔ ہر شخص کو اس کے مناسب حال دام میں گرفتار کرتا ہے۔ اسی کے لائق

ہتھیار استعمال کرتا ہے۔ آجکل دو ہتھیاروں کو زور سے چلا رہا ہے اور اکثر پرہیز گار صوفی منش اور ملاّ صفت دیندار لوگ اس کے شکار ہو رہے ہیں۔ وہ اپنی دینداری کی وجہ سے اور جالوں سے بچے رہتے ہیں لیکن ان میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ دو کید ہیں وظیفہ اور کیمیا۔ بعض دیندار جو ضرورت سے زیادہ نماز روزہ کے شائق ہوتے ہیں اور معاش کی تنگی سے گھبراتے ہیں۔ ان کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ کہیں سے دستِ غیب کا عمل یا کیمیا کا نسخہ ہاتھ لگ جائے تو بڑے چین سے زندگی بسر ہو اور بڑی فراغت سے عبادت خداوندی کیا کریں۔ بعض لوگوں کے مزاج میں کاہلی اور کم ہمتی ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ بیٹھے بٹھائے روزی ملا کرے۔ ہاتھ پاؤں ہلانا نہ پڑے پس ایسے لوگ ان چیزوں کے پیچھے پڑتے ہیں اور عمر برباد کرتے ہیں اور شیطان ان کو دیکھ کر قہقہے لگاتا ہے ہم ان دونوں چیزوں کی خرابیاں گنواتے ہیں اور فساد بتلاتے ہیں۔ دنیاوی وظیفوں میں سب سے بہتر وظیفہ اور سب سے زیادہ مفید عمل دستِ غیب سمجھا جاتا ہے لیکن اس میں خرابیاں بھی سب سے زیادہ ہیں۔

اوّل اس کو حاصل کرکے بلکہ صرف اس کے خیال میں پڑنے سے آدمی کسبِ حلال کے ثواب اور درجہ سے محروم رہجاتا ہے جو نہایت اعلیٰ درجہ کی فضیلت اور بہت بڑی عبادت ہے۔ طبرانی میں روایت ہے کہ جو شخص اپنے عیال کو حلال مال کما کر کھلادے۔ وہ ایسا ہے جیساکہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا اور جو شخص کہ دنیا کو بطریق حلال پارسائی کے ساتھ طلب کرے۔ وہ شہیدوں کے درجہ میں ہوگا۔

دوم جب اس کے فکر میں لگ جاتا ہے۔ تو تمام اسی شغل میں گزر جاتی ہے جو کچھ تھوڑی بہت عبادت پہلے کرتا تھا اس میں بھی خلل آجاتا ہے بلکہ بالکل چھوٹ جاتی

سوم وظیفے وظائف جن میں اکثر آیاتِ قرآنی ہوتی ہیں۔ محض حصولِ زر کے لئے پڑھتے ہیں۔ جو نہایت مذموم ہے۔ ایسی چیزوں کو محض لوجہ اللہ اور بغرض رضا جوئی حق تعالےٰ پڑھنا چاہیئے۔

چہارم بعض دفعہ عامل صرف نذرانے وصول کرنے اور خدمت لینے کی غرض سے نامعتبر اور نامجرب عمل بتلا دیتے ہیں اور جب طالب سخت محنت کے بعد ناکامیاب رہتا ہے تو اسی کا قصور بتلا کر دوبارہ اور سہ بارہ وہی عمل پڑھواتے ہیں۔ پڑھنے والا چونکہ بظاہر اپنا کوئی قصور اور کسی شرط میں کمی نہیں دیکھتا۔ کلام الہٰی سے بداعتقاد ہوتا ہے وہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ مقصود خدا تعالیٰ کا قرآن مجید نازل کرنے سے یہ نہیں کہ عمل اعمال اور تعویذ گنڈے میں استعمال ہو بلکہ اصل غرض ہدایات اور تبلیغ احکام ہے۔ چنانچہ جابجا قرآن مجید میں صاف یہی فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ مَوْعِظَةً وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ البتہ اس کی برکت سے بہت مواقع میں شفائے امراض اور حصول مطالب بھی ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

پنجم بعض دفعہ کثرت وظائف سے دماغ میں یبوست آجاتی ہے اور بالکل بیکار مجنون دیوانہ بن جاتے ہیں نہ دین کے کام کے رہتے ہیں نہ دنیا کے۔ لوگوں میں مشہور ہو جاتا ہے کہ وظیفہ الٹ گیا۔ موکلوں نے مجنون کر دیا۔

ششم کبھی فی الحقیقت موکلوں کی طرف سے کچھ جسمانی یا روحانی تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ شخص زبردستی انکو اپنا تابع بنانا چاہتا ہے وہ حتی الوسع اسکو دفع کرنا اور اس کا زور توڑنا چاہتے ہیں۔

ہفتم جیسے ظاہری دباؤ ڈال کر کسی سے خدمت لینا منع ہے اسی طرح عمل

پڑھ کر کسی کو تابع کرنا اور بلا استحقاق اس سے خدمت لینا جائز نہیں۔ موکل وغیرہ نہایت ناگوار سمجھ کر بدرجہ مجبوری جبر سمجھ کر اس کا کام کرتے ہیں اس لئے طرح طرح سے کوشش کرتے ہیں اور ڈراتے ہیں تاکہ یہ عمل چھوڑ دے اور ہم کو تکلیف نہ ہو یہ خرابیاں تو منجملہ اُن خرابیوں کے ہیں جو حصول مطلب اور کامیابی سے پہلے ہوتی ہے اور اگر بالفرض کوئی مل عمل دستیاب ہو گیا اور محنت بھی رائیگاں نہ گئی اور کچھ روزینہ مقرر ہو گیا تو وہ بھی خالی از خلجان نہیں اس لئے کہ جہاں تک معلوم ہوا اور بزرگوں سے سنا ہے کہ دست غیب کی چار صورتیں ہیں اور چاروں میں فساد اور خرابیاں موجود ہیں۔ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ۔

اوّل یہ کہ چار آنے یا آٹھ آنے یا دو چار روپیہ کا جیسا عمل ہو اسی قدر رقم عامل اوّل مرتبہ اپنی طرف سے مقرر کر دے اور لگا دے اور خرچ کر دے۔ بس اب یہ خاص روپیہ جس جگہ جائے گا اور جہاں پہنچے گا موکل وہاں سے وہی روپیہ لاکر اگلے روز اسکو دیدیں گے۔ اب گویا یہ دو روپے مقرر ہو گئے اور موکلوں نے انہیں پہچان لیا ہے۔ ان کے ذمہ یہ ہے کہ ان کا خیال رکھیں اور جہاں روپیہ گیا ہو۔ وہاں سے لاکر دیں۔ اس لئے یہ شرط لگا دی جاتی ہے کہ اسی روز خرچ کر لینا۔ اگر کسی روز عامل صاحب خرچ نہیں کرتے تو اس روز کا روزینہ موقوف رہتا ہے۔ (بلکہ بعض دفعہ عمل ہی بیکار ہو جاتا ہے) کہ یہ صورت بالکل ناجائز ہے اور اس میں جس قدر لوگوں کو زک پہنچتی ہے۔ وہ کسی پر مخفی نہیں اور بعض مواقع میں تو حد سے زیادہ ظلم ہوتا ہے۔ اور فساد برپا ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی کو اس طریقہ سے ایک روز دو روپے وصول ہو لئے۔ اس نے ایک روپیہ کا کپڑا خریدا اور ایک روپیہ خدا کے نام پر مدرسہ کے چندہ میں دیدیا۔ بزاز نے اتفاق سے وہی روپیہ ایک

غریب مزدور کو چار دن کی مزدوری میں دیدیا اس نے جاکر بیوی کے پاس رکھوا دیا۔ اگلے روز جب شوہر غلہ خریدنے کے لئے بازار جانے لگا تو عورت سے روپیہ مانگا عورت دیکھتی ہے تو روپیہ ندارد۔ موجود کیسے ہوتا وہ تو موکلوں نے شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا اب شوہر غصہ میں لال پیلا ہو رہا ہے۔ غریب عورت شرمندگی اور ڈر سے مری جاتی ہے۔ بچے ماں باپ کی لڑائی دیکھ کر چلا رہے ہیں۔ ہمسایہ کی ایک بڑھیا کبھی گھر میں آجاتی تھی۔ اس پر شبہ ہو رہا ہے ایک آفت برپا ہو رہی ہے وہ غریب ہر چند قسمیں کھاتی ہے۔ مگر اعتبار کسے آوے اور کیسے آوے۔ میاں بیوی میں سخت لڑائی ہوئی بچے دو وقت فاقہ سے تڑپے۔ ایک روز کی مزدوری کا حرج ہوا بدن میں جان نہ رہی اٹھا نہ گیا۔ لاچار ہو کر ایک پرانا پتیلا رہن رکھا اور دو آنے ماہوار سود پر ایک روپیہ قرض لیا مفلسی میں اس کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہ ہوئی۔ آخر باپ دادا کے وقت کا تبرک دیگچہ مہاجن کی نذر ہوا۔ بلکہ تین آنے گھر سے دینے پڑے۔ اب بتلایئے سارے فساد کہاں سے لازم آئے۔ درویش صاحب کے دست غیب کی برکت سے شوہر زوجہ میں ناچاقی ہوئی جس سے بڑھ کر شیطان کے لئے کوئی خوشی نہیں ہے۔ معصوم بچے بھوکے رہے ہمسایہ سے رنجش ہوئی۔ غریب کو سود دینا پڑا نقصان ہوا دوسرا روپیہ مدرسہ میں دیا وہ مہتمم نے کئی دفعہ شمار کر کے محرر کے دستخط کرا کر سو روپیہ کی تھیلی اس کے حوالہ کی خزانچی صاحب کے سامنے شمار ہوئے تو ایک روپیہ کم نکلا جھگڑا قصہ ہو کر آخر غریب محرر برخاست ہوا اور ہمیشہ کو بدنام و بے اعتبار ہو گیا۔ یہ سب نتیجہ عامل صاحب کی طمع کے ہیں۔ اس لئے شیطان اس جال میں شکار آنے سے بہت خوش ہوتا ہے۔ دست غیب کی پہلی صورت کی خرابیاں تو سن چکے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ موکل لاچار ہوکر ہر روز دوسروں کا مال لاکر ان کو دیا کریں یہ طریقہ پہلے سے بھی زیادہ صریح حرام ہے اور جو کچھ خرابیاں اس جگہ موجود تھیں وہ سب یہاں موجود ہیں۔ غیروں کا مال بلا طریقہ مشروع کھانا ہرگز حلال نہیں۔

آیت وَلَا تَاكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ یعنی ایک دوسرے کا مال ناحق اور برے طریقہ سے مت کھاؤ۔

حدیث لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِطِيْبِ النَّفْسِ مِنْهُ یعنی کسی مسلمان کا مال کھانا اور لینا حلال نہیں ہے مگر اس کی خوشنودی اور رضا مندی سے۔

افسوس ہے کہ دونوں صورتوں میں اکل حلال کے الٹے راستہ پر پڑ کر حرام میں مبتلا ہوگئے اور تمام عبادت بے برکت اور ناکارہ ہوگئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ بعض آدمی نہایت لمبا سفر کرتے ہیں۔ بال ان کے پراگندہ اور کپڑے غبار آلودہ ہوتے ہیں مگر اُن کا کھانا پینا لباس سب چیزیں مال حرام سے ہوتی ہیں۔ بھلا ایسے شخص کی دعا کہیں قبول ہو سکتی ہے۔ یعنی باوجودیکہ سفر کی حالت اور پراگندہ اور پریشان صورت باعث قبولیت دعا ہوا کرتی ہے۔ لیکن حرام کی نحوست ان سب کا اثر کھو دیتی ہے اور دعا درجۂ اجابت کو نہیں پہنچتی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک کپڑا دس درم میں خریدے اور اس میں ایک درم حرام ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا۔ نماز لائق قبولیت نہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف)

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس پر ہر رات کو آواز کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائیگا۔ اس کا فرض و نفل کچھ قبول نہ ہوگا۔ غور کرو کہ جس

عبادت کے شوق میں بڑی محنت سے مال مفت حاصل کیا وہ رائیگاں جارہی ہے اور مال مفت کی طمع عامل صاحب کو دوزخ میں پہنچا رہی ہے کُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ الْحَرَامِ فَالنَّارُ اَوْلیٰ بِہٖ یعنی جو گوشت حرام مال کھا کر بڑھے اس کے لئے دوزخ زیادہ شایاں ہے۔

(ترمذی)

تیسری صورت دست غیب کی یہ ہے کہ جنات یا موکل کسی ایسی جگہ سے سونا چاندی روپیہ نکال کر لادیں جو کسی کا ملک ہی نہ ہو اس سے بظاہر کوئی خرابی نظر نہیں آتی لیکن یہ صورت گویا ناپید اور مفقود ہے۔ ایسا عمل آج تک دیکھنے میں نہیں آیا اور اگر بالفرض ہو بھی تو ابتدا میں جو سات خرابیاں بیان کی تھیں۔ وہ سب یہاں موجود ہیں۔ مثلاً موکلوں پر جبر کر کے خدمت لینا وغیرہ۔ اور اگر بالفرض کوئی بھی خطرہ نہ ہو تو کسب حلال سے محرومی کتنی بڑی بدقسمتی ہے۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ اس کے عمل کی برکت سے برضا و رغبت لوگ عامل صاحب کی خدمت کریں اور بزرگی و تقدس کے معاوضہ میں نذرانہ دیں۔ یہ صورت نفس کو سب سے زیادہ مرغوب ہے۔ اس میں تو گویا خوبی ہی خوبی ہے اور بہت ہی حلال و طیب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دوسروں کا دست نگر رہنا اور باوجود قدرت علی الکسب کے کسب نہ کرنا جس قدر برا ہے اہل عقل خود جانتے ہیں اور اچھے طریقوں کو چھوڑ کر رازق مطلق سے اعتماد اٹھا کر اعتماد توکل علی الناس کر لینا جتنا مذموم ہے دیندار خوب پہچانتے ہیں یہ بھی فی الحقیقت ایک دروازہ سوال کا ہے اور جناب سرور عالم سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا ایک دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس پر فقر و مفلسی کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔ احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو کیا

کام کرتا ہے اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا ہوں دریافت کیا کہ تیرے اکل و شرب
کی خبر گیری کون کرتا ہے کہا میرا بھائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھ
سے زیادہ عابد ہے۔ ایک بار سمندر میں طوفان آیا۔ کشتی والوں نے حضرت ابراہیم ادہمؒ
سے عرض کیا کہ دیکھئے کیسی شدت و پریشانی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شدت اس کا نام نہیں
شدت و کلفت یہ ہے کہ لوگوں کا دست نگر ہو ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے
نزدیک عبادت اسکا نام نہیں کہ اپنا پاؤں جوڑ رکھو اور دوسرا شخص تم کو کھانا کھلادے۔
احیاء العلوم میں ہے کہ جس شخص کو سوال کی ضرورت نہ ہوتی ہو بلا طلب لوگ اس کی
خدمت کرتے ہوں اس کو بھی پیشہ کرنا افضل ہے۔ کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا سائل ہے جو زبان
حال سے سوال کرتا ہے۔ لوگ اسکو اسلئے دیتے ہیں کہ اس کی احتیاج اس پر روشن ہے بس
اسکو شغل اور پیشہ میں لگنا عبادت بدنی سے بھی افضل ہے۔ یہ چوتھی صورت گو حلال ہے۔ لیکن
باوجود فرصت و طاقت کے اسکو ذریعہ معاش بنانا کسی قدر مذموم ہے۔ البتہ جو شخص معذور ہو
مرض وغیرہ کی وجہ سے یا ضروری علم دین کے حاصل کرنے میں مشغول ہو یا مسلمانوں کے امور
دنیاوی کے انتظام میں یا امور دین میں مصروف اور کوئی دوسری صورت معاش کی نہ ہو تو اسکو
اختیار کر لینے میں مضائقہ نہیں باقی پہلی تین صورتیں تو بالکل ناجائز ہیں اور ان سے وصول شدہ
مال کو صرف کرنا سخت معصیت ہے اور اسکو فی سبیل اللہ اپنی طرف سے صدقہ کرنا بہت
خطرناک گناہ ہے۔ انہیں خرابیوں کی وجہ سے نہ اللہ تعالیٰ نے کہیں اس قسم کی دست غیب
کی ترغیب بتائی نہ توریت میں نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ قرآن میں اور نہ جناب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایسا عمل تعلیم فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر برائے نام بھی کسی
کو ایسا عمل بتلادیتے تو کیا دست غیب میں کچھ کسر رہ جاتی ہے اور اگر آپ کسی کو خاک کی

چٹکی بھی اٹھا کر دیدیتے تو کیا کیمیا نہ بن جاتی۔ آپ نے سوائے کسب حلال کے نہ کسی کو کوئی عمل بتلایا نہ کیمیا کی آگ میں پھنسایا۔ یہ تو دنیا میں سب سے بڑے اور نہایت مفید عمل کا حال تھا اس کے علاوہ دوسری قسم کے صدہا ہزارہا وظیفے ہیں۔ جنکو حسب ضرورت بمقدار معقول پڑھنا نہایت مفید مستحسن ہے لیکن لاعلمی اور بے وقوفی سے اس میں بھی بہت سے مفاسد شامل ہو گئے ہیں۔

پہلی خرابی : تو یہ ہے کہ نیت اکثر لوگوں کی صحیح نہیں ہوتی قرآن کی کسی سورت کا ورد کرتے ہیں یا آیت پڑھتے ہیں اور اصل مقصود اس سے دنیا طلبی ہوتی ہے دیکھئے اگر کوئی شخص قل ہو اللہ شریف کا وظیفہ پڑھتا ہو اور اسی مطلب کے لئے آپ کوئی شعر بتلا کر خوب تعریف کر کے تیر بہدف اور مجرب کہدیجئے۔ بس قل ہو اللہ کو چھوڑ دیں گے کیونکہ وہ اسے صرف کلام خداوندی اور سورت قرآن ہونیکی وجہ سے نہیں پڑھتا تھا۔ اسی طرح اور سب چیزوں کو قیاس کر لیجئے۔ مثلاً درود شریف پڑھتے ہیں کہ تجارت میں برکت ہو جائے۔ یہ نہیں ہوتا کہ اس کو باعثِ رحمت سمجھ کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پڑھنا شروع کریں چونکہ اول ہی سے نیت بگڑ جاتی ہے اس لئے وہ اصلی ثمرہ اور برکت ہونی چاہیئے تھی اکثر جگہ نہیں ہوتی اگرچہ اس نیت سے پڑھنا حرام اور ناجائز نہیں لیکن برائی سے خالی نہیں۔ خصوصاً جبکہ نیت ثواب بالکل ہی نہ ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جن چیزوں کے ذریعہ سے حق تعالےٰ کی خوشنودی و رضا حاصل کرنی چاہیئے تھی جو شخص انہیں چیزوں کو محض دنیاوی اغراض و مقاصد کا ذریعہ بنائے۔ وہ جنت کی خوشبو تک سونگھنے نہ پاویگا۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ بعض دفعہ اثر نہیں ہوتا تو عقیدہ ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ یہ فرق سمجھنے والے بہت کم لوگ ہیں قرآن مجید ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے اگر کسی بزرگ

کی بتلائی ہوئی ترکیب سے مطلب حل نہ ہوا تو کیا مضائقہ ہے۔ اس خرابی کا بڑا بار اکثر جگہ عمل بتلانے والوں کی گردن پر ہوتا ہے۔ وہ حضرات بلا تمیز معتبر اور غیر معتبر کے نہایت معمولی اور بے سند کتابوں میں سے بڑی بڑی تاثیریں اور خارج وہم وگمان خواص بتلادیتے ہیں اور غریبوں سے بڑی بڑی محنتیں کراتے ہیں اور وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ سے نہیں ڈرتے حالانکہ خود انکو اتنا یقین کامل نہیں ہوتا اس لئے خود اس محنت کو برداشت نہیں کرسکتے ناواقف غریب کچھ تو اصل کتاب یا اصل بزرگ کا لمبا چوڑا نام اور خطاب سنکر گرویدہ ہوتے ہیں اور کچھ بتلانے والے کے تقدس وعظمت واعتقاد سے دب جاتے ہیں اگر محنت ٹھکانے لگی تو سبحان اللہ ورنہ دل سے اس دعا وغیرہ کی عظمت نکل جاتی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں جسقدر دعائیں جن مقاصد کے لئے وارد ہوئی ہیں وہ تو بلاشک وشبہ قابلِ اعتماد اور لائق اعتبار ہیں۔ مگر دنیاوی معاملات کے لئے اس قسم کی دعائیں وغیرہ بہت کم ہیں۔ واضح ہو کہ جو کچھ تاثیر وخاصیت کسی کتاب میں لکھی ہے یا کسی بزرگ نے بتلائی ہے وہ ان کو قرآن وحدیث میں نہیں پہنچی نہ خدا نے اس پر وحی بھیجی ہے کہ اس کا خلاف کہیں ہو ہی نہ سکے۔ بلکہ اکثر جگہ یہ صورت ہوئی ہے کہ کسی کو کسی بزرگ نے ضرورت میں کوئی آیت یا دعا بتلائی اس کی برکت اور ان کی ہمت وتوجہ سے خدا تعالٰے نے مطلب پورا کردیا۔ بس جسکا مدعا پورا ہوا ہے اس نے سمجھ لیا کہ ہر جگہ ہمیشہ اس آیت ودعا سے یہ کام نکلا کریگا اس نے دوسروں کو بھی بتلا دیا اور کتابوں میں بھی لکھدیا۔ حالانکہ ہر جگہ ایسا ہونا ضروری نہیں علیٰ ہذا القیاس اگر کسی کو کسی بزرگ نے قل ہو اللہ شریف پڑھنے کی کوئی ترکیب تعلیم کردی اس سے اس شخص کا مقصد برآیا

له جو دوسروں پر دشواری ڈالے اللہ تعالٰے اس پر دشواری ڈالیں گے۔

تو وہ شخص اسکو قاعدہ سمجھ لیتا ہے اور دوسرونکو بتلا دیتا ہے اسی طرح رفتہ رفتہ وہ بات کتابوں میں نقل در نقل ہوتی چلی آتی ہے۔ کسی جگہ باذن اللہ اثر ہو جاتا ہے کسی جگہ نہیں ہوتا کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس کی یہ تاثیر مقرر فرما کر دائمی وعدہ کہیں نہیں فرمایا کہ ہم ہمیشہ اس عمل سے فلاں حاجت پوری کر دیا کریں گے۔ بعض دفعہ علماء اور بزرگ کسی کو کوئی عمل بتلا دیتے ہیں اور جب ان کی برکت سے حق تعالےٰ ان کا مقصود برلاتے ہیں تو وہ بزرگ اسکو اپنی کتاب میں لکھ دیتے ہیں کہ فلاں ترکیب سے فلاں حاجت برآئی پس لوگ اسکو ہمیشہ کے لئے قاعدہ سمجھ لیتے ہیں اور دوسروں کو بتلا کر محنتیں کراتے ہیں اگر یہ محنت آخرت کے لئے ہو تو ہر طرح ثواب ہی ثواب ہے۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے بلکہ دنیاوی امور کے لئے اکثر ایسی ترکیبیں اختیار کی جاتی ہیں اور اگر کام حسب مراد انجام کو نہ پہنچا تو محنت برباد جانے کے ساتھ عقیدت میں بھی بہت کمی آجاتی ہے لہٰذا بتلانے والوں کو غریبوں کے حال پر کسی قدر رحم چاہیئے۔ اول تو خوامخواہ غیر معتبر اقوال پر بھروسہ نہ کیا کریں جہانتک ہو بہت مستند و مجرب عمل نقل کریں اور بتلاویں اور پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ اگر مقصود بر نہ آوے تو رنجیدہ ہو کر اعتقاد میں سستی نہ آنے دیں۔ مذکورۂ بالا امور پر خیال کر لیا کریں اور اپنا قصور سمجھیں۔ بزرگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ لوگ خالص نیت سے خدا تعالےٰ کی رضا مندی کے لئے بہت سے عمل کرتے تھے اس کی برکت سے خود بخود بلا طلب وسعت رزق بھی ہو جاتی تھی اور حل مطالب بھی اور رجوع خلائق بھی نیت بخیر تھی۔ ثمرہ بھی اچھا ملتا تھا۔ اب نیت خراب ہوئی تو ثمرات و برکات میں بھی کمی آگئی۔ عمل و دعا کا کیا قصور ہے۔ اپنی تقصیر ہے۔ وظیفے اور دعائیں تو وہی ہیں لیکن کسی جگہ تو مشتبہ اور حرام لقموں نے اثر کو بالکل باطل کر دیا اور کسی جگہ دوسری وجوہ مانع ہو گئی ہیں۔

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ پر اپنا عصا مار کر قم باذن اللہ فرماتے تھے اور مردہ زندہ ہو جاتا تھا آپ کا ایک خاص خادم عصا لیکر بھاگ گیا اور کسی ملک میں پہونچکر کسی شاہزادی کو زندہ کرنے کا وعدہ اور دعویٰ کیا بادشاہ نے کہا اگر تم سچے نہ ہوئے تو تمکو قتل کرادوں گا اسکو بھی تسلیم کرلیا اور شاہی محلوں میں پہنچکر مردہ شہزادی پر عصا مار کر قم باذن اللہ کہنا شروع کیا اور منتظر ہوئے کہ اب زندہ ہو جائے گی۔ جب دس بیس ضرب کے بعد بھی نعش کو حرکت نہ ہوئی تو بہت گھبرائے اور اپنی جان کی فکر پڑ گئی۔ قسمت اچھی تھی۔ شرمندہ ہوئے توبہ کی اور حق تعالےٰ سے نجات کی دعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی مطلع کیا آپ نے تشریف لاکر عصا مار کر قم باذن اللہ کہہ کر مردہ کو زندہ کیا اور شرمندہ و نادم خادم کی جان بچائی اور فرمایا کہ اے عزیز عصا تو عیسیٰ کا چرالیا مگر عیسیٰ کی زبان کہاں سے لاؤگے۔

(یہ حکایت ایک مقدس بزرگ سے سنی ہے)

تیسری خرابی: یہ ہے کہ تعداد شمار میں تو بہت زیادہ پڑھتے ہیں لیکن دل لگا کر توجہ سے نہیں پڑھتے بتلانے والے حضرات مقدار اس قدر کثیر مقرر فرماتے ہیں کہ پڑھنے والا شروع کرنے کے بعد اسی انتظار و خیال میں رہتا ہے کہ کس قدر ہوگیا اور کس قدر باقی رہا۔

چوتھی خرابی: یہ ہے کہ خیال نہیں کیا جاتا کہ وظیفہ اور عمل کیسا ہے بعض وظیفوں میں غیر اللہ کو ندا کی جاتی ہے۔ اور امداد و اعانت کی استدعا کی جاتی ہے حالانکہ وہ بزرگ دور سے اسکی آواز کو نہیں سنتے اور نہ وہاں حاضر و ناظر ہیں اور نہ کہیں یہ وعدہ فرمایا گیا ہے۔ کہ فرشتے انکو ہمارے پیام پہنچا دیں گے۔ بعض وظائف پڑھ کر انکا ثواب اولیاء اللہ کی ارواح مبارک کو پہنچایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ حرمت و کراہت نہیں لیکن

عوام سمجھتے ہیں کہ کچھ انکی اعانت سے مقصد بر آئیگا اسلئے یہ خصوصیت ثواب رسانی کی مذموم ہوگئی۔

پانچویں خرابی : یہ ہے کہ بعض لوگ دعا وغیرہ کو اچھی طرح صحیح یاد کرنے سے پہلے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے بعض دفعہ معنی بدل جاتے ہیں۔ بلکہ الٹے ہو جاتے ہیں۔

چھٹی خرابی : یہ ہے کہ بعض وظائف و اعمال میں بعض چیزوں کا پرہیز اور ترک حیوانات وغیرہ ہوتا ہے عامل صاحب خواہ مخواہ ہر جگہ اسکا اظہار کرتے ہیں اور عوام اس فعل کو موجب بزرگی و تقدس سمجھتے ہیں۔ عوام کے دل میں یہ خیال فاسد جم گیا ہے کہ گوشت مچھلی نہ کھانا کوئی بڑا ثواب اور پارسائی کا کام ہے حالانکہ شرعاً اس میں کچھ بھی خوبی نہیں بلکہ گوشت خوری کو مکروہ وناپسند سمجھنا اسلام میں نہایت مذموم ہے یہ کچھ ہندوؤں کی صحبت کا اثر ہے کہ بعض جاہل گوشت کے پرہیز کرنے والوں سے بڑی عقیدت رکھنے لگتے ہیں اور اگر کوئی شخص آم خربوزہ یا چاول کھانا چھوڑ دے تو کسی کو عقیدت نہ ہو کثرت وظائف کی مذکورہ بالا خرابیوں میں سے بعض میں انسان کو مبتلا دیکھ کر شیطان بہت مسرور ہوتا ہے اگرچہ ایسے وظائف کے پڑھنے کی ممانعت نہیں کی جا سکتی۔ البتہ اصلاح کا خیال ہر شخص کو ضرور رکھنا چاہیئے۔ جہاں تک ہو سکے۔ نیت صحیح اور خیال نیک رکھیں آیات سورتوں کو کلام خداوندی سمجھ کر بغرض ثواب و رضائے حق جل شانہ پڑھیں آثار و برکات و کشائش رزق خود بخود ہو جائے گی۔ دعائیں اس نیت سے پڑھا کریں کہ خدا تعالیٰ نے دعا کا حکم دیا ہے اور اُدْعُوْنِیْٓ[1] اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا ہے۔

---

[1] مجھ کو پکارو میں تمہاری سنوں گا۔

درود شریف کو تعمیل ارشاد باری تعالےٰ اور حُبِ رسول اللہؐ کی وجہ سے پڑھا کریں۔ کسی آیت دعا سورۃ وغیرہ سے اگر دنیاوی مقصود بر نہ آوے تو اس کے معظم و مکرم ہونے میں نقصان نہ سمجھیں۔ بتلانے والے حضرات ذرا ایسی باسند اور معتبر دعا و ترکیب بتلائیں۔ جس پر خود بھی اعتماد و عقیدہ ہو۔ تُحِبُّ لِاَخِیْکَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ[1] پر عمل کریں۔ تعداد و شمار ایسا بتلائیں جس سے طالب کو حیرانی و پریشانی و دقت پیش نہ آئے۔ پڑھنے والے خود بھی ایسا مشکل اور خارج از طاقت بڑی تعداد کے عمل اختیار نہ کریں مختصر عمل معقول تعداد میں بہت دل لگا کر اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں نیازمندانہ حاضر ہو کر پڑھا کریں[2]۔ اگر کسی قسم کا پرہیز یا ترک حیوانات ہو تو اسکو پوشیدہ رکھیں طرح طرح سے اسکے اظہار کی تدبیریں نہ کریں۔ سخت خوف اور تکلیف کے عمل پڑھ کر تھوڑی سی دنیوی نفع کی امید میں اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں۔

حضور سرورِ عالم نے فرمایا ہے کہ مومن کو چاہیئے۔ کہ اپنے آپ کو ایسے امتحان میں نہ ڈالے جس کی طاقت نہ رکھتا ہو ایسے عمل ہرگز نہ پڑھیں۔ جن میں خدا تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے پیر ولی شہید غوث قطب کو ندا کی گئی ہو تمام جہان کا کارساز وہی ہے اُس

---

[1] جو بات اپنے لئے پسند کرو وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کرو۔

[2] بہتر یہ ہے کہ احادیث کی دعائیں پڑھیں کم استعداد دینداروں کے لئے احقر نے مفید و معتبر دعائیں اور وظیفے اپنے رسالہ نصیحۃ المخلصین میں لکھ دیئے ہیں۔ اور حصن حصین و دعواتِ مسنونہ و اعمالِ قرآنی میں سے تلاش کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

کی موجودگی میں دوسروںکو پکارنا حماقت ہے۔

شعر: از خدا خواہم واز غیر نخواہم نجدا
کہ نیم بندۂ دیگر نہ خدائے دگر است

وظیفہ اور عمل شروع کرنے سے پہلے نہایت صحیح یاد کرکے خود بتلانے والیکو ورنہ کسی دوسرے معتبر واقف شخص کو سنادیں۔ پھر شروع کریں اور ہمیشہ اعتماد اور بھروسہ خداتعالیٰ کی کارسازی پر رکھیں۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ ۔

دوسرا کید ابلیسؔ پر تلبیس کا کیمیا ہے۔ اس میں دیندار و دنیادار و نیک و بد ہزار ہا بندگان خدا پھنس گئے۔ ایسے پھنسے کہ کبھی رہائی نصیب نہ ہوئی مدتوں خاک چھانی مگر کچھ وصول نہ ہوا روز بروز اس کا یقین بڑھتا گیا کہ طمع راسہ حرف است دہر سہ تہی۔ جب اس کی محبت کا جن سر پر سوار ہوتا ہے تو آدمی دین و دنیا سے غافل ہوکر اسی کا ہو رہتا ہے۔ اور قماربازی کی طرح ایسی لت لگتی ہے کہ باوجود صدہا مرتبہ ناکامی کے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ دیندار و نیک خیال لوگ عبادت کے لئے فارغ البال ہونے اور اکل حلال حاصل کرنے کی طمع میں کیمیا کے طلسمی دریا میں گھستے ہیں اور پھر ایسے لق و دق میدان میں جا نکلتے ہیں کہ جہاں عبادت و طاعت کا نام بھی نہیں ہوتا ہر طرف ہر لحظہ ہر ساعت کیمیا ہی کیمیا نظر آتی ہے مفاسد اور خرابیاں اس کی ظاہر و مشہور ہیں۔ حاجت تفصیل نہیں۔ دنیا ہی میں فی النار والسقر رہتا ہے عاقبت کی خبر خدا جانے باوجودیکہ صدہا قصے زبان زد ہیں۔ مگر پھر بھی بہت سے عقلمند ساری عمر کی کمائی بلکہ باپ دادا کا اندوختہ بھی مکاروں اور دغابازوں کی نذر کر بیٹھتے ہیں جو ہمیشہ کے مفلس ہیں ان کو محنت مزدوری سے باللہ فی اللہ جو کچھ ہاتھ لگتا ہے وہ آگ کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ تمام عمر اسی میں گزر

جاتی ہے نہ صدقہ نہ خیرات نہ حج نہ زکوٰۃ اسی حالت میں پیامِ موت آجاتا ہے اور دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

بالفرض اگر سالہا سال کی محنت اور طرح طرح کی مشقت کے بعد کوئی تدبیر کارگر ہوگئی یا کوئی بندۂ خدا مہربان ہوگیا اور مقصود حاصل ہوگیا تو خیال کرو کونسی بڑی نعمت مل گئی۔ اتنی عمر عزیز ضائع کی اور چند روزہ سریع الزوال معاوضہ ملا۔ آہ اگر تمام خیال چھوڑ کر ایسی محبت اور دل کے لگاؤ سے اس سے آدھی محنت بھی مقصود و محبوب حقیقی کی طلب میں کرتے تو کیسی لازوال و باکمال نعمت ملتی اور کیسی روحانی لذت حاصل ہوتی جونپور میں ایک نہایت لائق ذی علم اور ماہر فنون نوجوان تھے اس خاص فن کے متعلق تحلیل و ترکیب وغیرہ کا جتنا علم ان کو تھا شاید کسی کو ہو صدہا باقاعدہ ترکیبیں اور نسخے زبانی یاد تھے انہوں نے کیمیا کی ایک باضابطہ کیٹی قائم کی تھی۔ جس کی کل ہندوستان میں شہرت تھی اور جابجا بہت سے معزز اور سربرآوردہ لوگ اس کے ممبر تھے جس کسی کو کوئی ترکیب کوئی نسخہ کوئی کتاب اس قسم کی دستیاب ہوتی وہ اس کو تحقیقات و تجربہ کے لئے میاں سکریٹری صاحب کے پاس بھیجتا یہاں ہر وقت جلانے پھونکنے کوٹنے پیٹنے کا کارخانہ جاری رہتا قسم قسم کے نسخوں کا تجربہ ہوتا تو تحلیل و ترکیب کے کار آمد و مفید عقدے حل ہوتے۔ دور دراز شہروں سے لوگ کیمیا سیکھنے کی طمع میں آتے اور بہت عرصہ تک ٹھہرتے اور کیمیاوی کرشمے دیکھتے صدہا دوائیں آگ کے نیچے تھیں اور بہت سی کھرل میں اور بہت سی زمین میں گڑی ہوئی تھیں کہ دفعتہً اس قابل شخص کا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا۔ دو روز کی بیماری کے بعد تمام ترکیبیں اور سارے تجربے اُدھر میں چھوڑ کر جوانی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوگیا اور قبر نے اجزائے بدن کو تحلیل کرکے اصلی اکسیر کھلادی اللہ تعالےٰ

مغفرت فرماویں۔ فقیر راقم کو اس ماہر فنون ذہین شخص کے انتقال سے نہایت افسوس ہوا اگرچہ اس مرحوم شخص نے دھوکہ فریب اور دغابازی کا جال نہیں پھیلایا تھا اور ان کا شوق کیمیا بے سود بھی نہ تھا۔ بلکہ بہت سے باقاعدہ تجربے کر کے لوگوں کو مطلع کرتے تھے اور اس علم کے متعلق بہت سی کتب شائع کر کے انہوں نے نہایت معقول دنیاوی نفع حاصل کر کے گویا اپنے لئے یہ کیمیا بنائی تھی لیکن احقر خیال کرتا ہے کہ انکو اپنی یہ حالت پیشِ نظر ہوتی تو ہرگز اس جھگڑے میں نہ پڑتے اور مقصود حقیقی کی طلب میں محو ہو جاتے ان کی وفات کے بعد افسوس ہے کہ کسی کو عبرت نہ ہوئی بلکہ یہ سب سامان و آلات و اسباب اٹھا کر غازی پور پہنچا اور ایک دوسرے ماہر فن اس کے سکریٹری مقرر ہوئے اور ان ناتمام تجربوں کو تمام کرنے کی فکر ہوئی اور بدستور سابق کام جاری ہوا۔ تقدیر ایزدی دیکھئے کہ ابھی ایک سال نہ گزرا تھا کہ ناگہاں ان کی بھی عمر تمام ہوگئی۔ صبح کی نماز کے لئے وضو کر چکے تھے۔ ظاہری اعضا کو احکم الحاکمین کے سامنے سر بسجود کرنے کو تیار تھے کہ روح کی حاضری کا حکم پہنچا اور فوراً قفس عنصری سے پرواز کر گئی اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمادے اور سب کو ایسی مبارک موت نصیب کرے۔ اب غور کرو کہ جب ایسے ایسے ماہر اور ذی علم لوگوں کی عمر تجربہ ہی تجربہ میں رائگاں ہوگئی اور کوئی باقاعدہ ترکیب درست نہ بیٹھی نہ کبھی سونا چاندی بنا تو ہم تم ناواقف آدمی ایسی چیز کی طلب میں سرگرداں رہ کر کیوں عمر عزیز برباد کریں جو حاصل بھی ہو جائے تو اس ضائع شدہ عمر کی تلافی نہ کر سکے۔ سمجھ لو کہ ایسے شغل سراسر مذموم و بیکار ہیں۔ یہ سراسر شیطان کا دھوکہ ہے کہ دست غیب اور کیمیا حاصل ہونے سے فارغ البالی سے عبادت ہوگی۔ دستِ کرم دراز نہ کرینگے۔ تم بھی غور کرلو ہم نے آج تک کسی کو نہ دیکھا کہ اس نے کیمیا بنا کر مال لٹایا ہو اور عبادت میں دل لگایا ہو وہ بڑے بڑے اولیاء اللہ

جنہوں نے ساری عمر عبادت الٰہی کی نذر کر دی ان میں سے کسی کی نسبت کہہ سکتے ہو کہ کیمیا اُور دست غیب کے بھروسہ پر فارغ البال تھے یاد رکھو کہ اطمینانِ قلب اور فراغتِ خاطر نہ کیمیا پر موقوف ہے نہ گوشہ نشینی پر منحصر۔ یہ وہ دولت ہے۔ جو فاقہ مستوں کو مل جاتی ہے اور سازوسامان والے خواب میں بھی اس کی صورت نہیں دیکھتے یقین کرو سب سے اچھا دست غیب اور سچی کیمیا یہی کسب حلال ہے جس کی نسبت جناب خداوند عالم سے ارشاد ہوتا ہے اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَاكَسَبْتُمْ اور حضور سرور عالم فرماتے ہیں۔ اَجَلُّ مَا اَكَلَ الْعَبْدُ مِنْ يَدَيْهِ اے سچے ایمان والو یہ چمکتا ہوا آگ کا پہاڑ جس کو ہم سورج کہتے ہیں اور وہ نور کا روشن طباق جو چاند کہلاتا ہے اور یہ سائیں سائیں چلنے والی ہوائیں اور وہ نظروں کو خیرہ کرنے والی بجلی اور گرج کر دل ہلا دینے والے بادل اور سیراب کرنے والا پانی یہ سب دست غیب کی انگلیاں ہیں اور کارخانہ عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ سب اسی دستِ غیب کا کرشمہ ہے۔ تمام دن جان مارنے کے بعد جو کسی شخص کو دو آنے ملے۔ وہ بھی اسی دستِ غیب کا عطیہ ہیں اور تمام دن ہل چلا کر تھک جانے کے بعد جو کسی غریب کو جَو کی روٹی میسّر آئی ہے وہ بھی اسی کا دیا ہوا لقمہ ہے۔ صبح سے شام تک تجارت میں مصروف رہنے والا بھی اسی کے سفرۂ عام کا زلّہ ربا ہے اپنی محنت سے نہ کچھ ہو گا نہ کبھی کچھ ہوا ہے۔ بہت بڑی لمبی چلہ کشی اور محنت کے بعد دو چار روپیہ روزانہ مل جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ غور کرو اور دیکھو کسقدر نعمتیں تم کو مفت بلا مشقت دی گئی ہیں۔ سر سے پاؤں تک نظر ڈالو۔ دستِ غیب کا احسان مانو اور شکر کرو وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ عقل کیسی بڑی چیز ہے جو ہزار روپیہ روزانہ کرایہ پر بھی نہیں مل سکتی۔ خداتعالٰے نے تم کو بلا ریاضت اور بلا اجرت مفت عطا فرما رکھی ہے۔ آنکھیں کیسی بیش بہا چیز ہیں۔ کہ لاکھ

روپیہ روزانہ معاوضہ دینے سے بھی نہیں مل سکتی مگر تمہارے پاس ہر وقت موجود ہیں دل ایسی چیز ہے جو ہفت اقلیم کے عوض میں میسر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح تمام اعضاء کو دیکھتے اور غور کرتے چلے جاؤ معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ دستِ غیب نے لاکھوں کروڑوں روپیہ کا سلوک کر رکھا ہے اور ایک عظیم الشان کارخانہ تمہارے اس جسم خاکی میں جاری کر دیا ہے۔ پس جس غرض سے کارخانہ جاری کیا گیا ہے۔ اسکو پورا کرنے کی کوشش کرو اور جو عضو جس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس سے وہ کام لو ایک دو روپیہ کو مذموم اور ناپسندیدہ طریقہ سے حاصل کر کے اس کارخانہ کو معطل نہ کرو۔ کسبِ حلال نہایت اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ اس لئے قرآن و حدیث میں جا بجا اس کی فضیلت بھری پڑی ہے۔

کسبِ حلال کے فضائل

اول خداوند جل وعلیٰ شانہ نے اہل اسلام کو نہایت محبت اور عزت کے لقب سے پکار کر حکم فرمایا ہے یَآیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ یعنی اے ایماندار لوگو تم اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کیا کرو اس ارشاد کی تعمیل اسی وقت ہو سکتی ہے۔ کہ انسان کسبِ حلال میں مشغول ہو کر اپنی ضروریات و صدقات وخیرات کے لئے مال حاصل کرے۔

دوم خدا تعالےٰ اپنا احسان ظاہر فرماتے ہیں اور ارشاد کرتے ہیں کہ جَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا (ہم نے دن کو سامان معیشت بنایا) اور فرمایا کہ جَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَا تَشْکُرُوْنَ ط یعنی ہم نے زمین میں تمہارے لئے اسباب معیشت مہیا کئے معلوم ہوا کہ کسب معاش بڑی نعمت ہے، اور محروم رہنا اس سے نہایت بدنصیبی ہے

سوم خدا تعالیٰ کا حکم ہے فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ ط یعنی جب نماز سے فراغت پاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور طلب کرو فضلِ خداوندی کو یعنی تجارت و کسب معاش میں مصروف ہو جاؤ۔

چہارم جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کَسْبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ یعنی کمانا حلال کا فرض ہے بعد ایمان کے جو سب سے مقدم فرض ہے۔

پنجم حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ طلب معاش کا فکر و تردد ہی ان کا کفارہ اور باعث مغفرت ہو سکتا ہے اور کوئی چیز ان کو معاف نہیں کرا سکتی معلوم ہوا کہ کسب حلال اعلیٰ درجہ کی عبادت اور نیکی ہے۔ جو دوسرے گناہوں کا کفارہ ہو سکتی ہے۔ اور ان کو محو کرا دیتی ہے۔

ششم حدیث شریف میں وارد ہے کہ امانت دار اور سچا تاجر قیامت میں شہیدوں اور صدیقوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (ترمذی)

اسلئے بعض اولیاء اللہ چھوٹی چھوٹی تجارتیں اختیار کر لیتے اور ان کو نہایت ایمانداری سے چلاتے تھے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ حلال روزی جو آدمی کھاوے وہ اس کی کمائی ہے اور ہر ایک بیع مبرور جس میں کوئی خرابی (دھوکہ فریب) نہ ہو اور فرمایا کہ سب سے زیادہ حلال جو بندہ کھاوے وہ کاریگر کے ہاتھ کی کمائی ہے بشرطیکہ کاریگر اپنے مالک و آقا کی خیرخواہی کرے یعنی جس کا کام کرتا ہے اس کا بھی نقصان نہ ہونے دے اور مفت کی اجرت نہ لے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ پیشے والے مومن کو محبوب رکھتا ہے۔

طبرانی نے روایت کیا ہے جو شخص طلب حلال میں تھک کر شام کرے رات کو اسکے گناہ بخشے جاوینگے اور صبح کو اللہ تعالےٰ اس سے خوشنودہ ہوں گے۔ ان روایات سے پیشے و تجارت محنت و مزدوری کی نہایت فضیلت معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ دوسروں کے عطایا اور نذرانے پر نظر رکھ کر بیٹھ جانا اور اسکو توکل کہنا بہت غلطی ہے اور ایسی افضل اعلےٰ چیز کو چھوڑ کر کیمیا و دستِ غیب کے پیچھے پڑنا نادانی ہے۔ سچا توکل یہی ہے کہ محنت

ومشقت کرے اور حق تعالیٰ پر نظر رکھے کیونکہ بلا اس کے حکم کے محنت و مشقت سے کچھ نہیں ملتا۔ اَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ وَتَوَکَّلُوْا عَلَیْہِ ۔

روایت انصار میں سے ایک شخص صدقہ کے مال میں سے مانگنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں انہوں نے عرض کیا کہ ہاں ایک کمبل ہے جسکو اوڑھتے اور بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم سب پانی پیتے ہیں آپ نے انکو بھیج کر وہ دونوں چیزیں اپنے پاس منگا لیں اور دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ ان دونونکو کوئی خریدتا ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ایک درم کو لیتا ہوں آپؐ نے دو تین دفعہ فرمایا کہ کوئی ایک درم سے زیادہ دیتا ہے دوسرے شخص نے عرض کیا کہ میں دو درم کو خریدتا ہوں آپؐ نے دونوں چیزیں انکو دیدیں اور وہ درم لے کر انصاری کو دیئے اور فرمایا کہ ایک درم کا غلہ خرید کر اپنے گھر والوں کو دے آؤ اور دوسرے درم سے کلہاڑی کا لوہا میرے پاس لاؤ۔ جب وہ لائے تو آپؐ نے دستِ مبارک سے اس میں دستہ ڈال دیا اور فرمایا کہ جاؤ لکڑیوں کو کاٹکر بیچو اور پندرہ روز تک اسی کام میں لگے رہنا۔ یہاں مت آنا پندرہ روز کے بعد وہ دس دِرم کما کر لایا جن میں سے کچھ کپڑا اور غلہ خرید کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح مشقت کر کے کھانا اس سے بہتر ہے کہ تم قیامت کے روز اپنی پیشانی پر گداگری کا داغ لے کر آتے۔

اس حدیث سے کسب حلال کی ایسی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی جو بیان سے باہر ہے گویا کسب حلال کا ثواب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت کے ثواب و درجہ سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ یہی تو وجہ تھی کہ حضورؐ سرور عالم جیسے شفیق و مہربان نے پندرہ روز تک فیض صحبت حاصل کرنے کی اجازت نہ دی اور کسبِ حلال میں لگا دیا۔

اگر اس میں فضیلت نہ ہوتی تو کیوں آپؐ انکے حق میں محرومی صحبت کو پندرہ روز تک پسند فرماتے۔ اولیاء اللہ کی ایک ساعت کی صحبت میں صد ہا سال کی خالص عبادت سے افضل ہونا مشہور ہے تو خود حضور افضل الرسل کی صحبت ایک ساعت تو معلوم نہیں کتنے ہزار برس کی عبادت سے افضل ہو گی۔ لیکن حضورؐ نے کسبِ حلال کو اس سے بھی مقدم کر کے دکھلا دیا کہ یہ بھی عبادت بے ریا سے بدرجہا افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چند فقرائے صحابہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے سوا باقی تمام صحابہ اپنے اپنے کام میں لگے رہتے۔ بڑے بڑے مہاجرین وانصار کوئی کھیت میں رہتا کوئی بازار میں خاص اوقات میں حاضر خدمت شریف ہوتے تھے اسلئے کہ وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے جان گئے تھے کہ کسبِ حلال و پرورش عیال صحبت بابرکت سے بھی مقدم و اہم ہے۔ ورنہ وہ عاشقان جاں نثار ایک دم کے لئے بھی حضورئ جمال باکمال سے غائب ہونا پسند نہ کرتے اور نہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے ایسے شرف سے بہرہ اندوز نہ ہونے کی تقصیر کو پسند فرماتے۔ سیدنا حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ تم کو یہ نہ چاہیئے کہ طلب رزق میں سستی کرو اور یوں کہو کہ یا خدا رزق بھیج اس لئے کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا۔ ابو قلابہؓ نے ایک شخص سے فرمایا کہ میں تم کو اگر طلب معاش میں مصروف دیکھوں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے۔ کہ تم کو مسجد کے گوشہ میں دیکھوں۔ امام احمدؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ ایسے شخص کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں جو مسجد میں یا اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں کچھ کام نہ کروں گا۔ میری روزی میرے پاس خود بخود پہنچ جائے گی۔ امام احمد صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ شخص علم سے بے خبر ہے ابراہیم نخعیؒ سے کسی نے پوچھا کہ سچا سوداگر آپ کو زیادہ

پسند ہے یا وہ شخص کہ عبادت کے فکر میں سب کام چھوڑ کر بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک سچا سوداگر زیادہ محبوب ہے اسلئے کہ وہ شخص شیطان کے ساتھ جہاد کر رہا ہے۔ کبھی اسکو ناپنے میں دھوکہ دینا چاہتا ہے کبھی تولنے میں کبھی لینے میں کبھی دینے میں کہتے ہیں کہ امام اوزاعیؒ ابراہیم ادہمؒ سے ملے اور دیکھا کہ سر پر لکڑیوں کا بوجھ لا رہے ہیں کہا کہ اے ابراہیم اتنی مشقت کیوں کرتے ہو۔ تمہاری خدمت کے لئے دوسرے لوگ کافی ہیں۔ جواب دیا کہ اے اوزاعی اس بارہ میں مجھ سے حجت نہ کرو اسلئے کہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص طلب حلال میں ذلت اختیار کرتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔

روایت داؤد علیہ السلام کی عادت تھی کہ راستے اور جنگل وغیرہ میں جاکر ناواقف وناشناس لوگوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ داؤدؑ کی نسبت کیا خیال ہے اچھا ہے یا برا ہے نیک ہے یا بد ہے کوئی عیب اس میں ہے یا نہیں غرض یہ تھی کہ اپنے عیوب سنکر اصلاح کریں۔ ہمیشہ سب لوگ تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک روز اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو بصورت بشر بھیجا سڑک پر داؤد علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ناآشنا سمجھ کر حسب عادت دریافت کیا فرشتے نے کہا آدمی تو بہت اچھا ہے لیکن یہ نقصان ہے کہ بیت المال سے روزی کھاتا ہے اس روز سے داؤد علیہ السلام نے بیت المال سے روزینہ لینا قطعاً بند کر دیا اور تلاش روزی میں متفکر ہوئے اللہ تعالیٰ نے لوہا انکے ہاتھوں میں مثل موم کے نرم کر دیا اور زرہ بنانا سکھلا دیا۔ آپ اسی کی اجرت و محنت کی کمائی کھانے لگے۔ چنانچہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی سب سے اچھی خوراک اس کے ہاتھ کا کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے

ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔ صحابہ رضؓ اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سب تجارت اور پیشے اور محنت کرتے تھے کیمیا اور دستِ غیب کے جھگڑے میں کوئی مبتلا نہ تھا حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اونٹ پر لاد کر جنگل سے گھاس لاکر لوہاروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے اور کبھی خرما کے عوض میں یہودی کے ڈول کھینچ دیتے تھے حضرت عمر رضؓ تجارت میں مصروف رہتے۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضؓ چمڑا رنگا کرتی تھیں اور اس میں سے بہت کچھ صدقہ و خیرات کرتی تھیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ اور زبیر بن العوام رضؓ تیر بنا کر بیچتے تھے اور عمرو بن العاص رضؓ گوشت فروخت کرتے تھے اور ابوسفیان تیل اور سالن اور عتبہ بن ابی وقاص بڑھئی کا کام کرتے۔ ابن عمر رضؓ مدینہ کے بازار میں اونٹوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح تمام اخیار و صالحین ظاہری اسباب و سامان اختیار کر کے اصلی رازق و قادرِ مطلق پر اعتماد رکھتے تھے۔ ہاتھ پاؤں کو بیکار کر کے بیٹھ رہنے کا نام توکل نہیں۔

۱: دست غیب کی **حکایت** ایک نیک بخت دیندار کسی سوداگر کی دوکان پر پانچ روپیہ کے ملازم تھے اور اچھی طرح پنجگانہ نماز اور ضروری عبادت کرتے رہتے تھے۔ ایک شاہ صاحب تشریف لائے اور دستِ غیب کا جال سوداگر پر ڈالنا چاہا وہ ہوشیار مرد تو کیوں پھنسنے لگا تھا۔ غریب ملازم کی کمبختی آگئی۔ دو چار وقت شاہ صاحب کی دعوتیں کہیں ایک روپیہ قرض لے کر نذر کیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ بیٹا تمکو غریب سمجھ کر رحم آگیا ہے۔ ایسی چیزیں آسانی سے نہیں ملتیں تم میرے وطن میں آنا پوری ترکیب بتلادوں گا۔ چند روز کے بعد ایک ہفتہ کی رخصت لے کر کچھ تحفہ تحائف خرید کر تین روپیہ خرچ کر کے شاہ صاحب کے وطن ضلع (الہ آباد) میں پہنچے۔ وہاں شاہ صاحب موجود نہ

تھے۔ ہفتہ بھر تو انکے انتظار میں پڑے رہے جو کچھ پاس تھا خرچ کیا۔ شاہ صاحب تشریف لائے تو ایک دوسرا شکار ساتھ لائے چند روز تو دونوں کو خوب ٹلایا آخر دونوں کی عجز و زاری پر رحم کرکے ایک چالیس روزہ عمل تعلیم کیا۔ جس میں ایک روپیہ روز ملنے کا وعدہ تھا پیر مرد کے قدم چوم کر واپس ہوئے یہ سوداگر کے ملازم صاحب جب یہاں پہنچے تو ان کے انتظار کے بعد دوسرا ملازم مقرر ہو چکا تھا۔ سخت پریشان ہوئے وظیفہ کا شوق اور تیس روپیہ ماہوار کی پنشن کی طمع سب پر غالب تھی۔ ضعیفہ والدہ اور غریب بیوی کو فاقوں میں ڈال کر وظیفہ شروع کر دیا۔ رات ۱۲ بجے تک وظیفہ پڑھتے اور صبح کی نماز ندارد۔ شیطان دیکھتا ہے اور ہنستا ہے۔ اللہ اللہ امید بھی کیا بری چیز ہے اب سردی کا موسم ہے اور آدھی رات کا سماں مگر یہ خدا کا بندہ پانی میں کھڑا ہے اور اپنی دھن میں مصروف ہے ہر وقت یہی خیال ہے۔ کبھی ایک آدھ وقت کی نماز پڑھلی تو پڑھلی ورنہ وظیفہ کی پابندی نے سب تعلقات چھڑا دیئے۔ معلوم نہیں دل میں کیا کیا منصوبے ہونگے۔ بڑی مشکل سے خدا خدا کرکے چالیس دن پورے ہوئے وظیفہ اور احتیاط میں کچھ تقصیر نہیں ہوئی۔ اب یقین کامل ہے کہ غیب سے روپیہ آوے گا مدتوں کی محنت و کلفت کا ثمرہ ملنے والا ہے اور بزرگ درویش کی خدمتوں کا نتیجہ نکلنے والا ہے۔ سب دعائیں ختم ہو گئیں اور وقت مقررہ پورا ہو گیا۔ بڑی اُمید بلکہ یقین کے ساتھ مصلے کا گوشہ اٹھتے ہیں۔ سپید سپید گول منقش صورتوں کا تصور بندھ رہا ہے مگر وائے تقدیر یہاں تو کچھ بھی نہیں بار بار جانماز اُلٹتا ہے۔ چاروں گوشوں کو دیکھتا ہے مگر ایسی قسمت کہاں۔ لاچار ہو کر اٹھا اور جانماز اٹھا کر جھاڑا مگر بے سود۔ سر پکڑ کر رہ گیا زار و قطار رو رہا ہے اور کوئی تسلی دینے والا نہیں۔ جب روتے روتے تھک گیا تو وہیں لیٹ رہا نہ نماز کا خیال نہ بھوک نہ پیاس نہ نیند: ؎

ع
سیم و زر میں جسکا دل ہو اسکو کب آتی ہے نیند
کروٹیں لیتے ہی لیتے صاف اڑ جاتی ہے نیند

یہ رات جو سب ہجر سے کئی حصہ زیادہ طویل تھی آخر تمام ہوئی روپیہ کی جگہ آفتاب کی صورت نظر آئی۔ لمبا سا کاغذ لے کر شاہ صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھنا شروع کیا محنت کا قصہ۔ درد و غم کی داستان لکھی۔ ضعیفہ ماں کی چکی پیسنے کی مزدوری میں سے دو پیسے کا ٹکٹ اندر رکھا۔ لفافہ میں بہت سا گوند لگا کر زور سے بند کیا اُس پر اَللّٰھُمَّ بَلِّغْھُمَا بِالْخَیْرِ وَاسْتُرْہُ عَنِ الْغَیْرِ[1] لکھا اور لمبا چوڑا القاب اور اسم شریف لکھ کر لیٹر بکس[2] کے اندر جسقدر ہاتھ داخل ہو سکا اندر ہاتھ ڈال کر بسم اللہ پڑھ کر خط چھوڑ دیا اور اگلے ہی روز سے جواب کے منتظر ہو بیٹھے۔ تیسرے روز یقین کامل ہو گیا کہ آج ضرور قسمت کھلے گی۔ کیونکہ رات خواب میں دیکھا تھا کہ پیر مرد بڑا سا لفافہ لئے کھڑے ہیں اور انکو اشارے سے بلا کر اندر سے خط نکال رہے ہیں۔ لیکن مرشد صاحب کی توجہ سے اس خواب کی تعبیر میں بہت تاخیر ہوئی ایک روز علی الصباح ڈاکخانہ پہنچے آدمیوں کی کثرت سے پہنچتے پہنچتے ہوش بجانہ تھے انہوں نے بندگی کی اور خط پوچھا۔ اس نے بلا سوچے سمجھے کہہ دیا کہ ہاں ٹھہر جایئے بس اب کیا تھا سراپا شوق ہو گئے۔ خود ہی مضمون سوچ رہے ہیں کہ یہ لکھا ہو گا آدمی کم ہوئے تو پھر سامنے ہوئے اس نے کہا کہ شاہ جی آپ کے نام کا کوئی خط نہیں۔ سنکر۔ سُن ہو گئے۔ مگر یقین نہیں آیا کہا ذرا پھر تلاش کر لو مگر وہاں سے پھر وہی جواب ملا دس روز تک اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ کا وظیفہ پڑھا آخر ایک روز ساعت سعید آئی اور سرفراز نامہ نے عزت بخشی یہ تو بڑی لمبی ترکیب کے منتظر تھے مگر افسوس اس میں ایک ڈیڑھ سطر سے زیادہ

---

[1] یا الٰہی خیر سے پہنچائیو اور غیر سے پوشیدہ رکھیو۔ [2] چٹھی رساں۔ پوسٹ مین ۱۲۔

کچھ نہ تھا۔ "وعلیکم السلام احتیاط و پرہیز میں ضرور کوئی خلل آیا ہوگا یہاں آجاؤ تو دوبارہ فہمائش کرینگے قسمت میں ہوگا تو ضرور پاؤ گے۔" خوب تکلیفیں اُٹھا چکا تھا اور قسمت اچھی تھی کہ حاضر ہونے کو ہاتھ میں پیسہ نہ تھا۔ پاؤں میں طاقت نہ تھی چار پانچ مہینہ کی مصیبت اور طرح طرح کے نقصان کے بعد بڑی سعی سفارش سے ایک دوسرے سوداگر کی دکان پر چار روپیہ کا ملازم ہوا اور آئندہ کو دست غیب سے ہاتھ اٹھایا۔

۲ حکایت ایک صاحب نہایت خوبصورت انگشتری پہنے رہتے تھے ایک زمانہ میں زیادہ آرام و آسائش کی وجہ سے رفتہ رفتہ فربہ ہوگئے انگشتری کا کچھ خیال ہی نہ رہا اب جو دیکھتے ہیں تو انگشتری نکلنے کی کوئی راہ نہ تھی نہ کٹنے کی صورت بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے ان کے ایک دوست عامل تھے وہ جس چیز کو ہاتھ سے چھو دیا کرتے تھے موکل اسی چیز کو کسی چیز کو لاکر حاضر کر دیتے تھے۔ ان مرد آدمی نے اُنسے اپنی پریشانی ظاہر کر کے استدعا کی کہ آپ اس انگشتری کو کسی طرح نکلوا دیں عامل صاحب نے اسکو ہاتھ سے خوب چھو دیا اور چلے گئے موکلوں نے اپنی مخفی قوت سلبیہ سے اُسکو نکال کر عامل صاحب کے پاس پہنچا دیا انگشتری والے صاحب صبح کو بیدار ہوئے تو ہاتھ خالی تھا نہایت خوش ہوئے اور اپنے دوست کا شکریہ ادا کر کے انگشتری لے آئے۔

۳ حکایت ایک شہر میں کوئی گاڑیبان عمل جانتا تھا ایک نیک دل دستِ غیب کے شائق اس کے پیچھے پڑے ہر چند انکار کیا۔ سمجھایا۔ ڈرایا مگر ان کی آتش شوق فرو نہ ہوئی۔ اُن کے شوق و اصرار سے تنگ ہو کر گاڑیبان نے عمل بتایا اور ایک نقش دیا کہ دریا میں کھڑے ہو کر اسکے پاؤں کے نیچے دبا کر عمل پڑھنا۔ دیکھنا ہر گز ہر گز قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور نقش ضائع نہ ہو۔ کئی روز عمل پڑھا۔ مختلف صورتوں سے موکلوں نے ڈرایا مگر اس نے

خوف نہ کھایا۔ جب عمل ختم ہونے کی رات آئی اور اس نے بڑی امید اور شوق سے کھڑے ہوکر پڑھنا شروع کیا تو دریا میں ایک بدشکل بوڑھا اور ایک بڑھیا اور اس کی گود میں ایک بچہ عامل صاحب کے قریب نمودار ہوئے بوڑھے نے عورت سے کہا بھوک لگی ہے۔ اس نے کہا کھانے کو کچھ موجود نہیں بوڑھے نے ہاتھ بڑھاکر بچے کو چھین لیا اور کہنے لگا کہ اس سے اچھی غذا کیا ہوگی ہاتھ پاؤں چیر کر ہڈیاں تک چبا کر نگل گیا اب عامل صاحب کے بدن میں رعشہ پیدا ہوگیا ہوش اڑنے شروع ہوئے۔ بوڑھے نے پھر کہا کہ بھوک لگی ہے بڑھیا نے پھر کہا کہ کچھ نہیں بوڑھے نے عامل کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس سے اچھی غذا کیا ہوگی اسکو کھا لوں۔ ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عامل صاحب بے ہوش ہوکر بھاگے۔ نقش پاؤں کے نیچے سے نکل گیا۔ پھر کیا تھا دونوں بوڑھا بوڑھی چمٹ گئے اور ہاتھوں سے اور منہ سے زخمی کرنا شروع کیا وہاں گاڑیبان کو بھی محسوس ہوگیا کہ عمل خراب ہوگیا ہے فوراً دریا کے کنارہ پر ۲ آدمی بھیجے۔ جب وہ قریب آئے تو موکل اس غریب عامل کو قریب مرگ چھوڑ کر دریا میں غائب ہوگئے۔ زندگی باقی تھی کہ کئی ماہ بیمار رہ کر تندرست ہوگیا۔

مَن کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّار

ناقابلِ اعتبار روایات

از

حضرت مولانا سیّد میاں اصغر حسین رحؒ

محدّث دارالعلوم دیوبند

جسمیں

موضوع و بے اصل روایاتِ حدیث کی تحقیق کرکے تبلایا ہے
کہ یہ حدیث نہیں، ساتھ ہی اگر وہ کوئی مفید کلمۂ حکمت کسی
بزرگ عالم سے منقول ہے تو اس پر متنبّہ فرمایا گیا ہے

ناشر

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

پیش لفظ

علم حدیث درجان حدیث بہت وسیع علم ہے اور قرآن پاک کے بعد سب سے زیادہ توجہ اس علم کی طرف کی گئی کیونکہ قرآن پاک میں آیا ہے۔ وَلَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ :- تمہارے لئے رسول اللہ (کی زندگی) میں اُسوۂ حسنہ ہے اور یہ اسوۂ حسنہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے معلوم کیا جا سکتا ہے اس فن کی جمع و تدوین چونکہ انسانی کوشش سے ہوئی اس لئے علماء نے اصول حدیث کے فن میں قواعد و ضوابط بھی بیان کر دیتے ہیں کہ کس قسم کی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور کس قسم کی کم صحیح ہے کونسی حدیث ضعیف ہے اور کونسی وضعی اور ناقابل استناد روایات میں سے ہے بلکہ جس طرح صحیح روایات کے مجموعے تیار کئے گئے اسی طرح ضعیف روایات کے مجموعے الگ تیار ہوتے تاکہ اہل تمیز ان سے مکمل فائدہ اٹھا سکیں۔ صحیح احادیث پر عمل کریں اور غیر صحیح روایات سے بچیں آجکل منکرین حدیث نے یہ روش اختیار کر لی ہے کہ اُن ہی وضعی اور غیر صحیح روایات کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے انھیں احادیث نبوی سے اور علمائے دین سے بدظن کرتے ہیں کہ دیکھو ان مولویوں کی کتابوں میں تو ایسی ایسی حدیثیں لکھی ہوئی ہیں بھلا عقل کبھی مان سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے؟ حالانکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ علماء نے ان احادیث کو ضعیف لکھا ہے اور علماء ہی کے ضعیف یا وضعی لکھنے سے ہی انہیں بھی معلوم ہوا کہ یہ وضعی ہیں۔ مگر چونکہ ان کا کام اور مقصد ہی علماء حق کو بدنام کرنا ہے اس لئے وہ برابر اس پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹے سے رسالہ میں بعض ناقابل اعتبار روایات کو جمع فرمایا تھا ان میں بعض تو بالکل وضعی روایات ہیں اور بعض بزرگوں کے اقوال ہیں اور حدیث کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں۔ ہم اس مجموعہ کو نئی ترتیب سے اس خاطر شائع کر رہے ہیں تاکہ عوام بھی حدیث کی صحت اور سقم کے متعلق کچھ معلومات حاصل کر سکیں اور منکرین حدیث کے اس پروپیگنڈے کا سد باب ہو سکے کہ مولوی بلا تمیز صحیح و سقیم حدیث کو قابل استناد اور وحی کے برابر سمجھتے ہیں۔

فقیر الی اللہ ابو السجاد کان اللہ لہٗ، ستر عیوبہ، وغفر ذنوبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناقابل اعتبار روایات

زمین بیل کے سینگ پر ہے

زمین ایک پتھر پر رکھی ہوئی ہے اور وہ پتھر ایک بیل کے سینگ پر رکھا ہوا ہے جب وہ بیل اپنا سر ہلاتا ہے تو صخرہ و پتھر ہل جاتا ہے اور زمین میں زلزلہ پڑ جاتا ہے۔

یہ کہیں ثابت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ارشاد فرمایا ہے البتہ بعض بہت ہی ضعیف روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے مگر خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو نسبت کرنا ہرگز درست نہیں۔

حاجیوں کی تعداد کا چھ لاکھ ہونا

حق تعالیٰ نے بیت اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ ہر سال تیرا حج کرنے کے لئے چھ لاکھ آدمی آویں گے۔ اگر کچھ کمی رہ جائے گی تو اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج کر اس

کمی کو پورا فرما دے گا اگرچہ وعظ و نصائح کی بعض کتابوں میں یہ روایت مذکور ہے مگر حضرات محدثین نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث بے اصل ہے اس کا کچھ پتہ نہیں حجۃ الوداع[1] جو خانہ کعبہ کا (ابتدائے عالم سے قیامت تک) افضل و اشرف ترین حج تھا اس کے حجاج کی تعداد (غیر صحاح) روایات میں ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی گئی ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ کو شریک کر کے حاضرین کی تعداد چھ لاکھ کر دی ہے۔

یہ ضرور ہے کہ ہر سال بلکہ ہر روز ہزارہا ملائکہ حج وغیرہ اور طواف کرتے ہیں۔ لیکن کوئی قطعی تعداد و مقدار شریعت میں بیان نہیں کی گئی اور نہ ہی حجاج کی قلت و کثرت سے بیت اللہ کے شرف و عظمت میں کچھ فرق آتا ہے۔

زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً و حفظہ اللہ من شر الحساد

⟶ ⟵

---

[1] ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ھ کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے حج کے لئے تشریف لے گئے جو اسلام کا اور آپ کی حیات کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے چونکہ آپ نے اس کے بعد کوئی حج نہیں فرمایا اور حاضرین کو کلمۃ الوداع و رخصت بھی فرمائے۔ اس لئے اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں اور حجۃ البلاغ بھی اس لئے کہ آپؐ نے احکام حج کی تبلیغ فرمائی تھی ۱۲ منہ

مرغ کے متعلق روایات

اللہ تعالیٰ نے ایک مرغ پیدا فرمایا جس کی گردن عرش کے نیچے ہے اور پنجے زمینوں کے نیچے پہنچے ہوتے ہیں۔

یہ روایت بھی بالکل بے اصل ہے نہ حسن نہ صحیح نہ ضعیف بلکہ موضوع

سپید مرغ میرا دوست ہے اور میرے دوست جبرئیل علیہ السلام کا دوست ہے اور خدا کے دشمن کا دشمن ہے اپنے مالک کے مکان کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے چار طرف کے مکانات کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس مکان میں سوتے تھے۔ وہیں مرغ کو بھی رات کو رکھتے تھے۔

ان روایات کو ابن جوزی اور علامہ سیوطی رحمہما اللہ وغیرہ نے موضوعات میں شمار کیا ہے، مرغ کی نسبت صحیح روایتوں میں صرف یہ دو باتیں وارد ہوئی ہیں۔

۱۔ مرغ کو برا نہ کہو اس لیے کہ وہ نماز کے لئے بیدار (متنبہ کرتا ہے۔)

۲۔ مرغ کی آواز سنو تو حق تعالیٰ سے فضل وعنایت کی دعا مانگو اس لئے کہ وہ بہت دفعہ فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے اور فرشتے کا نزول اجابت ومقبولیت دعا کا وقت ہے۔ نیز اگر فرشتے نے تمہاری دعا پر آمین کہہ دی تو اجابت دعا کی قوی امید ہے۔

گلاب کے متعلق روایت

گلاب کا پھول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عرق مبارک سے یا براق کے پسینے سے پیدا کیا گیا ہے۔

سپید گلاب میرے پسینے سے پیدا کیا گیا ہے اور سرخ جبرئیل علیہ السلام کے اور زرد براق کے پسینے سے شب معراج میں جب آسمان پر مجھے پسینہ آیا تو ایک قطرہ زمین پر ٹپک گیا اس سے گلاب پیدا ہوا اب اگر میری خوشبو سونگھنے کو کسی کا دل چاہے تو سپید گلاب کا پھول سونگھے۔

یہ سب روایتیں بالکل بے اصل ہیں۔ امام نودی ابن حجر عسقلانی محدث وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ بے اصل و موضوع ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ عرق مبارک نہایت ہی خوشبودار تھا یہاں تک کہ آپ کے مشہور خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم سلیمؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چمڑے کے بستر پر سے پسینۂ مبارک جمع کر کے متبرک خوشبو کی طرح استعمال کیا کرتی تھیں جس راستے سے جناب سرور عالم تشریف لے جاتے وہ خوشبو سے ایسا مہک جاتا کہ تلاش کرنے والوں کو کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ لیکن خوشبودار پھولوں کا اس سے پیدا ہونا روایتاً درایتاً ہر طرح بے اصل ہے گلاب کے پودے اور خوشبودار پھول دنیا میں پہلے سے موجود ہیں۔

بینگن کے متعلق روایات

بادنجان (بینگن) کو جس نفع کے لئے کھاؤ وہی حاصل ہوگا۔

بادنجان ہر مرض کے لئے شفا ہے۔

یہ دونوں حدیثیں باتفاق آئمہ حدیث بالکل جھوٹ اور غلط ہیں علامہ جلال الدین سیوطیؒ سے منقول ہے کہ میں نے اس کو کہیں نہیں پایا مگر تاریخ بلخ میں لیکن موضوع ہے اہل علم فرماتے ہیں کہ غالباً دشمنان اسلام اور زندیق لوگوں نے ایجاد کر کے مشہور کر دی ہیں تاکہ ناواقف دھوکا کھاویں کہ ایسی خراب تاثیر کی ترکاری کی اس قدر تعریف پیغمبر اسلام نے کیسے فرمادی اور باعث شفا فرما دیا حالانکہ از روئے تجربہ و تحقیقِ طب یہ مولد امراض ہے اور مفاسد اس کے مثل تولید مادہ سوداوی و بواسیر و درد چشم وغیرہ کثیر ہیں۔ گو بعض منافع (مثل تسکین درد و دفع سدہ سے) بھی خالی نہیں۔

خربوزہ اور تربوز کے متعلق روایات

خربزہ اور تربوز کے فوائد و فضائل کی نسبت

امام نووی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ سب روایتیں بے اصل و باطل ہیں سب سے بڑی اور کافی فضیلت جو اس کے لئے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تناول[1] فرمایا ہے۔

بلی کی محبت

حُبُّ الھِرَّۃِ مِنَ الایمان۔ یعنی بلی کو محبوب رکھنا بھی ایمانی خصلت ہے (یا ایمان کی علامت) ملا علی قاری رحمۃ

---

[1] کان یاکل الرطب بالبطیخ ۱۲ ابن ماجہ و ترمذی

اللہ علیہ نے فرمایا کہ عند المحدثین یہ موضوع ہے

سماع و وجد کی روایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سماع میں شریک ہوئے اور ایسے بے خود ہو کر جھومنے لگے کہ اپنا کرتہ بھی چاک کر ڈالا یا بایں الفاظ کہ حضرت ابو محذورہؓ[۲] مؤذن مکہ معظمہ نے جب یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے تو آپ کو اس قدر وجد آیا کہ چادر شریف دوش مبارک سے گر گئی اور اصحاب صفہ نے باہم تقسیم کر کے ہر ایک نے اپنے کپڑوں میں اس کا پیوند لگا لیا۔ اشعار یہ ہیں۔

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الھوی کبدی فلا طبیب لھا عندی ولا راقی

الا الحبیب الذی شُغِفتُ بہ نعِندہٗ مُنیتی و تریاقی

(ترجمہ) ڈس لیا محبت کے سانپ نے میرے جگر کو اب نہ کوئی اس کا علاج کرنے والا ہے نہ منتر پڑھنے والا۔ مگر ہاں وہ محبوب جس پر میں فریفتہ ہو رہا ہوں بس اسی کے پاس میری مراد ہے اور میرا تریاق۔ بعض نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ آپ کی حضور میں جب یہ بیتیں پڑھی گئیں تو آپؐ کو اور

---

[۲] ان کا نام سمرہ یا اوس تھا نہایت ہی خوش آواز تھے اسی مناسبت سے حدیث ایجاد کرنے والے نے ان کا نام لیا ہے مگر یہ خیال نہ رہا کہ یہ تمام عمر مکہ سے باہر نہیں نکلے اور اصحاب صفہ مسجد منورہ میں رہتے ہیں۔ آپؐ نے ان کو مکہ معظمہ کا مؤذن مقرر فرما دیا تھا۔ آخر عمر تک وہیں رہے تھے۔ آپؓ نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔

آپؐ کے اصحاب کو خوب وجد آیا اور چادر مبارک گر پڑی۔ فارغ ہونے کے بعد ہر شخص اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھا تو آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص سماع کے وقت نہ جھومے وہ کریم و شریف نہیں۔ پھر آپؐ نے ردائے مبارک کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین پر تقسیم کر دیے۔

ابن قیم جوزی وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ایجاد کرنے والے پر لعنت کرے اور اہل علم نے فرمایا ہے کہ یہ روایتیں عمّاد بن اسحاق کی گھڑی ہوئی ہیں۔

تنبیہ۔ حضرت مولانا یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر صوفیائے کرام اور علمائے کاملین و جامع علوم ظاہر و باطنی میں سے گذرے ہیں انہوں نے بھی اپنے مکتوبات میں اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے لیکن اس نقل سے جیسا حضرت ممدوح پر کچھ الزام اور موقع سوءظن نہیں۔ ایسے ہی اس قصہ کی بھی کچھ توثیق و تصدیق نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ حضرات بوجہ اشتغال فی الباطن اور بسبب اپنے تقدس اور حسن خیال کے زیادہ کنج و کاوّ اس بارے میں نہیں فرماتے تھے جس امر کی نسبت قول و فعل نبوی علیہ السلام ہونا معلوم ہوتا تھا غایت ادب سے تسلیم کر لیتے تھے اس وقت ان کو مفاسد بعیدہ کی طرف توجہ نہ ہوتی تھی جو اصحاب الجہل کی طرف سے ظہور پذیر ہو کر امت مرحومہ کے لئے باعث مضرت ہوتے تھے۔ لیکن محدثین کو چونکہ خدا تعالیٰ نے اسی کام کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ انہوں نے تحقیق و تفصیل سے کام لیا اور کھرے کھوٹے کو پرکھ کر ایک عالم پر احسان فرمایا رحمۃ اللہ علیہم

اجمعین -

اہل وعیال والے اور مجرّد کی نماز کا فرق

حضرت ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے روایت کی جاتی ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بی بی والے کی دو رکعتیں مجرّد آدمی کی ستّر رکعتوں سے (یا بیاسی ۸۲ رکعتوں سے) افضل ہیں۔ گو یہ صحیح ہے کہ دنیاوی تردّدات وافکار میں مبتلا ہونے والے کا تھوڑا سا عمل آزاد و بے فکر کے بڑے بڑے اعمال سے زیادہ موجب اجر و ثواب ہے (اور جن روایات میں مومن خفیف الحاذ یعنی آزاد مجرد و بے اہل وعیال کی تعریف آئی ہے وہ اس کے فراغ قلب اور حضور فی العبادت اور قطع عما سوی اللہ کے لحاظ سے فرمائی گئی) لیکن یہ روایت بالکل موضوع ہے

انگشت شہادت کا برابر ہونا

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت شہادت درمیانی انگلی سے بڑی تھی یہ بہت لوگوں میں مشہور بلکہ کتابوں میں مذکور ہے مگر صحیح نہیں

عورتوں کی ہر حال میں مخالفت

شَاوِرُوْهُنَّ وَخَالِفُوْهُنَّ - یعنی عورتوں سے مشورہ لے کر اس کے خلاف عمل کیا کرو۔ سنداً اور معنیً دونوں کے اعتبار سے یہ روایت باطل ہے بوقت ضرورت عقل مند عورتوں سے مشورہ لینا بلاشبہ جائز و درست ہے البتہ خلاف شرع امور ناجائز میں عورتوں کا اتباع یا جائز و مباح امور میں مستورات کی ایسی اطاعت جو غلامی کے درجہ پر پہنچ جائے شرعاً و عقلاً ہر طرح

ناپسندیدہ و مذموم ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں جو طاعت النساء ندامۃ (یعنی عورتوں کی فرمانبرداری موجب ندامت ہے) وارد ہے اس کے یہی معنی ہیں۔

دنیا کی عمر

دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے اور ساتویں ہزار برس میں میری ولادت ہوئی ہے۔ یہ قول ناواقف درویشوں اور عام لوگوں میں مشہور ہے مگر بحیثیت معنی بالکل غلط ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہرگز نہیں ہے اول تو دنیا کی عمر کو کل سات ہزار برس کی وہی کہہ سکتا ہے جو نہایت ہی ناواقف و ناتجربہ کار اور حالاتِ عالم سے بے خبر اور آسمان و زمین کی نشانیوں سے غافل ہو اور اگر آیات و علامات سموات و ارض سے قطع نظر کر کے سات ہزار برس کی مان لی جاتے تو ضرور ہے کہ آپ کی وفات کے بعد ایک ہزار برس دنیا قائم نہ رہتی کیونکہ ساتواں الف (ہزارہ) شروع ہونے کے بعد تو آپ دنیا میں تشریف ہی لائے تھے۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے غلط اور خلاف واقع اقوال سے پاک ہیں۔ آج سے ساڑھے سات سو برس پہلے علامہ ابن اثیر اس روایت کی نسبت فرما گئے ہیں کہ موضوع ہے۔ ساڑھے سات سو برس گذرے ابن جوزیؒ اس کو موضوعات کی فہرست میں داخل کر گئے ہیں۔

اسی مذکورہ بالا روایت کی مانند اس روایت کو باطل سمجھنا چاہیے کہ ”النبیُّ لا یُؤلَفُ تحتَ الارض“ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں ہزار برس نہیں رہ سکتے بلکہ اس سے پہلے ہی قیامت آجائے گی

سخی کے متعلق روایت

اَلکَرِیْمُ حَبِیْبُ اللّٰہِ ولو کان فاسقاً و البخیل عَدُوُّ اللّٰہ ولو کان راھباً۔ یعنی سخی اگرچہ فاسق ہو پھر بھی خدا تعالیٰ کا محبوب ہے اور بخیل کتنا ہی تارک دنیا ہو خدا کا دشمن ہے یہ فقرے اکثر سائلوں کی زبان پر ہوتے ہیں بالکل بے اصل ہیں احادیث معتبرہ میں کہیں ان کا ذکر نہیں۔ بخل کی مذمت اور سخاوت کی مدح بجا و درست ہے لیکن معاصی اور فسق کے ساتھ محبوب خداوندی ہونے کی طمع خیال خام ہے اِنَّ اللّٰہ لا یُحِبُّ الظّالِمِیْن۔ اللہ تعالیٰ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

مسور کی دال کی تعریف

مسور کھایا کرو۔ کیونکہ یہ بڑی مبارک چیز ہے۔ قلب رقیق ہوتا ہے اور شفقت بڑھتی ہے ایجاد کرنے والے نے اس روایت کو حضرت عبداللہؒ[1] بن مبارکؒ کے واسطے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا تھا لوگوں نے عبداللہ بن مبارکؒ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا مسور کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد مروی نہیں یہ تو یہودیوں کی مطلوب و مرغوب چیز ہے انہوں نے من و سلویٰ سے گھبرا کر اس کے ملنے کی دعا کی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس کو ادنیٰ (رذیل چیز) فرمایا ہے اور یہودیوں کی مذمت فرمائی ہے کہ ایسی عمدہ نعمت چھوڑ کر اس کو مانگتے ہیں سودا کو بھڑکاتی ہے ریاح غلیظہ پیدا کر کے پیٹ میں نفخ پیدا کرتی ہے خون فاسد پیدا کرتی ہے)

[1] مرو کے رہنے والے دنیا کے مشاہیر تابعین اور ائمہ حدیث میں سے تھے لوگ کہتے تھے کہ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

غالباً یہ روایت اسی قسم کے لوگوں نے تراشی ہے جو من وسلویٰ کو چھوڑ کر اس کی حرص کرتے تھے۔

عوج کافر کی باتیں

عوج بن عنق کے حالات و اوصاف جو قصص الانبیاء میں اور بعض تفسیروں میں مذکور ہیں اکثر غلط و باطل و بے اصل ہیں مثلاً یہ کہ اس کا قد تین ہزار تین سو تینتیس گز تھا نوح علیہ السلام کی کشتی کو دیکھ کر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے بھی اپنی اس پیالی میں سوار کر لیجئے گا طوفان نوح اس کے ٹخنے تک بھی نہ آیا تھا سمندر کے بیچ میں گھسا تو سینہ تک پانی آیا دریا سے مچھلیاں پکڑ کر آفتاب سے بھون کر کھالیتا تھا وغیرہ سب بے سند بے اصل قصے ہیں اس لئے کہ قرآن مجید سے معلوم ہو رہا ہے کہ اہل کشتی کے سوا طوفان نوح علیہ السلام سے کسی نے نجات نہیں پائی اور زندہ باقی نہیں بچا اور تین ہزار گز کا قد مچھلی کو آفتاب کی گرمی سے کباب کرنے کے لئے ہرگز کافی نہیں کیونکہ آفتاب کہیں چوتھے آسمان پر ہماری زمین سے ہزاروں کوس دور ہے ایسی روایات سے مخالفین اسلام کو تو تکذیب بالدین کا موقع ملتا ہی تھا گذشتہ قریب زمانے میں بعض جدید الخیال مفسرین بالرائے کو کتب تفسیر کے ساتھ استہزاء و تمسخر کا بہانہ ہاتھ آگیا اور اسی قسم کے واقعات

حق تعالیٰ نے دنیا بھر کی خصائل حمیدہ ان میں جمع فرما دی ہیں انکے علم و فضل و زہد کا کیا بیان ہو سکتا ہے مشہور محدثین ان کے شاگرد ہیں اور وہ حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں ۱۱۸ھ میں ولادت اور ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۲

بطور نمونہ دکھلا کر تفاسیر قدیمہ سے مسلمانوں کو بدظن کرنے کی کوشش کی اور حقیقی و واقعی معجزات کو بھی (جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں) اسی فہرست میں شمار کر دیا حالانکہ اس قسم کے واقعات کو داخل تفسیر کرنے کا الزام تمام مفسرین پر نہیں لگایا جا سکتا یہ بعض مفسرین کی ایسی غلطی ہے جس کو دوسرے مفسرین و محدثین محققین نے ظاہر فرما دیا ہے۔

زرد جوتے کی روایت

جو شخص زرد جوتا پہنے گا اس کا غم کم ہو جائے یا یہ کہ جب تک زرد جوتا پہنے رکھے گا خوش رہے گا۔ وضع کرنے والے نے اسکو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر ائمہ حدیث نے اس کے بطلان کو ظاہر فرما دیا ہے۔

نوری روایات

اَنَا من اللّٰہ والمومنون منّی :۔ یعنی میں حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوں اور مومنین میرے نور سے۔

اگر اس حدیث کو صحیح مانا جاتا تو وہی معنی تھے جو اس قسم کی دوسری معتبر روایتوں کے لئے گئے ہیں یعنی میرے نور کو اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ کسی مادہ اور خمیر سابق کے پیدا کیا اور میرے نور سے اہل ایمان کو پیدا فرمایا۔ یہ معنے نہیں ہیں کہ حق تعالیٰ کے نور سے کوئی ٹکڑا اوٹ کر آپ کی ذات اقدس موجود ہوتی جس سے تجزی اور تنقیص ذات باری کی لازم آوے چنانچہ علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں بذیل روایت اَنَا من نور اللّٰہ بہت تفصیل

سے فرماتے ہیں جن کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

لا بمعنی انھا مادۃ خلق نورہ منھا بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلا واسطۃ فی وجودہ۔

ترجمہ :- حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ کا نور کوئی مادہ (اور خمیر تھا) جس سے آپ کا نور پیدا کیا گیا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ آپ کے نور مبارک کے ساتھ حق تعالیٰ کے ارادہ نے متعلق ہو کر بلا وسائط و اسباب ظاہری موجود کر دیا۔ مگر افسوس کہ یہ روایت سند کے لحاظ سے بالکل ساقط الاعتبار ہے۔ بعض محدثین اسکو کذب مختلق کہتے ہیں بعض موضوع۔

جنت میں ڈاڑھی

ابراہیم علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جنت میں داڑھی ہوگی۔

۲۲ - موسیٰ علیہ السلام کے اتنی داڑھی ہوگی کہ ناف تک پہنچے ہوگی۔

یہ روایات عند المحدثین بالکل پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسبت معتبر روایات سے یہ ضرور ثابت ہے کہ وہ جنت میں ان لوگوں کے سردار ہوں گے۔ جنہوں نے کہولت میں (یعنی ادھیڑ عمر میں) وفات پائی ہے۔ لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے داڑھی ہوگی کیونکہ روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں سب کی عمریں برابر اور زمانہ شباب ہوگا۔ ڈاڑھیاں نہ ہوں گی خواہ حالت طفولیت میں وفات پائی ہو یا جوانی میں یا بڑھاپے میں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ فرماتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت جنت میں ایسی حالت میں داخل ہوں گے کہ امرد یعنی

سادہ رو اور کم مو سرگیں چشم ہوں گے تیس یا تینتیس سال کی عمر ہوگی ۔حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی روایت میں ہے کہ اُن کا شباب کبھی فنا نہ ہوگا۔ (ترمذی شریف)

آستین کا چاند

ماہتاب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان میں داخل ہو کر آستین سے نکل گیا علماء فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور سچے معجزے اس قدر موجود ہیں کہ ایسی غلط روایات سے مدد لینا سراسر نادانی ہے اگر سند صحیح سے ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ بقدرت اللہ تعالیٰ قمر کا جرم وجسم صغیر ہو کر آستین مبارک میں داخل ہو گیا اب جبکہ ثبوت ہی نہیں تو کیا ضرورت ہے کہ بے اصل واقعہ کو تسلیم کر کے یہ اعتراض سر پر لیں کہ ہزار ہا میل طویل وعریض جسم آستین مبارک میں کیسے داخل ہو سکتا ہے۔

بلال رضؓ کا سین

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سین اللہ تعالیٰ کے نزدیک شین ہے۔

اول ایک غلط بات مشہور ہوئی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ شین ادا کرنے پر قادر نہ تھے اسی پر یہ روایت ہوگئی کہ "اُن کا سین ہی حق تعالیٰ کو محبوب وپسندیدہ ہے اور شین کا قائم مقام ہے حالانکہ یہ کہیں صحیح روایت حدیث یا سیر سے ثابت ہی نہیں کہ بلال رضؓ شین کے ادا کرنے سے قاصر تھے پنج وقتہ اذان واقامہ کا واقعہ ایسا نہیں کہ پوشیدہ رہ جائے اگر ایسا ہوتا تو ضرور شہرت کے ساتھ منقول ہوتا بلکہ شاید آپؐ اُن کو موذن ہی مقرر نہ فرماتے

واللہ اعلم بالصواب

غسل کا اجر

جو شخص صحبت حلال کے بعد جنابت کا غسل کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ سفید موتی کے ستر محل عطا فرماتے گا اور ہر ہر قطرہ پانی کے عوض میں ہزار ہزار شہید کا ثواب لکھے گا۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ صحبت حلال موجب ثواب ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس کے بعد غسل میں بھی ثواب حاصل ہوتا ہے لیکن اس روایت میں یا اسی قسم کی اور روایات میں ثواب کی مقدار بیان کی گئی ہے یہ روایتیں بالکل بے اصل اور موضوع ہیں وضع کرنے والے کو خدا تعالیٰ حسب استحقاق سزا دیوے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

گناہ پر قادر نہ ہونا

بندہ کے لئے حق تعالیٰ کی یہ بھی عصمت اور حفاظت ہے کہ وہ گناہ پر قادر ہی نہ ہو

حدیث نہیں ہے بعض حضرات صوفیائے کرام کا مقولہ ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ اس کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ فی الحقیقت گناہ پر قادر ہونے کے بعد اس سے بچنا بہت بڑا درجہ اور مشکل کام ہے ضعفاء اہل ایمان کے لئے یہی بڑی نعمت ہے کہ گناہ کا موقع ہی نہ ملے۔ شیخ سعدیؒ اسی کو فرماتے ہیں۔

؎ کجا خود شکر ایں نعمت گذارم ــــــ کہ زور مردم آزاری ندارم

حدیث شریف میں وارد ہے کہ خوش نصیب وہ شخص ہے جو فتنوں سے بچا یا جائے مبتلا ہو اور پھر صبر کرے اس کے لئے تو بہت ہی بڑی خوشخبری ہے[1]

---

[1] ابواب الفتن مشکوٰۃ شریف ۱۲

ہمسایہ کی حد

ہمسایہ کی حد چالیس مکانوں تک ہے

اس کے متعلق ایک روایت محدث اعظم امام زہری رحمۃ اللہ سے نقل کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ مبارک میں شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر پکارو کہ چالیس مکانوں تک حق ہمسایہ رہتا ہے لیکن اس کی سند کچھ قوی نہیں اور حقیقت میں یہ کوئی حدیث مرفوع نہیں بلکہ حضرت حسن بصری رحؒ سے جوار (یعنی ہمسائیگی) کی حد دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ آگے پیچھے دائیں بائیں چالیس چالیس مکان اور امام اوزاعیؒ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی جواب منقول ہے لیکن اس کو بالکل قطعی اور شرعی حد نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ حق ہمسائیگی تو ایک بستی بلکہ ایک ملک میں رہنے سے بھی ثابت ہو جاتا ہے بلکہ یہ ایک مناسب اندازہ ہے اس لئے کہ ہمسایہ کے ساتھ سلوک و احسان کی جو تاکید احادیث میں وارد ہے اس پر عمل اس سے زیادہ دور تک عموماً انسان میں استطاعت بھی نہیں ہوتی اور موقع بھی کم پیش آتا ہے۔

اور چالیس مکانوں کا حق ہمسائیگی بھی یکساں نہیں بلکہ قرب و بعد کے اعتبار سے فرق ہوتا رہتا ہے جس قدر قرب و اتصال ہوگا اسی قدر حق ضروری

---

[۲] امام الشام شیخ الاسلام خطاب اور ابوعمر نام تھا نہایت عالی مرتبہ محدثین و آئمہ اسلام میں سے ہیں خضوع و خشوع و عبادت میں بھی بے مثل تھے۔ شعبہ اور ابن مبارک جیسے فخر زمانہ محدثین ان کے شاگرد ہیں ۱۵۷ھ میں کوتلوں کے دھوئیں کی سمیت سے وفات پائی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ

مقدم ہوگا اور باوجود قرب واتصال کے بھی مختلف وجوہ سے اس حق میں کمی وزیادتی ہوتی رہتی ہے مثلاً ایک شخص ہمسایہ بھی ہے اور بھائی بھی ہے اور دوسرا صرف اسلامی بھائی ہے ان میں حق قرابت کی وجہ سے بھائی مقدم سمجھا جائے گا۔ اگر ہمسایہ مسلمان ہے اور دوسرا کافر ہے کافر محض مراعات ہمسائیگی کا مستحق ہوگا۔

قرآن مجید اور احادیث شریف میں ہمسایہ کے ساتھ مروت و احسان کا نہایت تاکید و اہتمام سے حکم فرمایا گیا ہے جناب رسول اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کی طرف سے مطمئن اور اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہ ہوجائے" اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دے" ابو ذر رضی اللہ عنہ کو آپ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جب شوربا پکاؤ تو پانی زیادہ کر دیا کرو اور اپنے کسی محتاج ہمسایہ کو اس میں سے تھوڑا سا دے دیا کرو"

ہمسایہ کا یہاں تک لحاظ رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی چیز پکانے یا بھوننے کا اتفاق ہو جس کی خوشبو ہمسایہ کے گھر پہنچے تو کسی قدر اس کو بھی دے دو۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ایسی طرح بند کرکے پکاؤ کہ اس کے گھر خوشبو نہ جائے اور اس کے لئے باعث حسرت نہ ہو۔

تنبیہ:۔ غریبوں کی نظر لگ جانے کا جو عوام میں خیال بندھا ہوا ہے اس حکم سے اس کی تائید ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ یہ حکم اس لئے ہے کہ قلب مسلم کو ذرا سی بھی ایذا نہ پہنچے سلف صالحین میں بعض اہل تقویٰ[1] کا بازار کے کھانے کو ناپسند کرنا بھی اسی

---

[1] اگلے صفحہ پر

پر محمول ہے۔

محبت وطن

حُبُّ الوَطَنِ مِنَ الاِیْمَانِ :۔ یعنی وطن کی محبت علامتِ ایمان ہے

حدیث نہیں بعض سلف صالحین کا کلام ہے چونکہ حُبّ وطن حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی پائی گئی ہے اور آپ نے مختلف مواقع میں وطن کی محبت متعدد احادیث میں ظاہر فرمائی ہے۔ اس لئے اس صفت کا محمود ہونا اور منجملہ علامات و اخلاق ایمانی ہونا یقینی ہوا۔

مکہ معظمہ کو خطاب کر کے آپ نے فرمایا " تو نہایت ہی مبارک شہر ہے اور مجھے نہایت ہی محبوب ہے، اگر میری قوم مجھ کو یہاں سے نہ نکالتی تو تیرے سوا دوسرے شہر میں نہ رہتا "

یہ بھی فرمایا کہ تو خدا تعالیٰ کی تمام زمینوں سے بہتر ہے اور تمام زمینوں

لہ منقول ہے کہ ایک بزرگ اپنے صاحبزادہ سے ملنے آئے تھے جو طالب علمی کرتا تھا اسکے حجرہ میں بازار کی ردی رکھی ہوئی دیکھکر ناراض ہوکر بدون ملاقات چلے گئے چونکہ اس قسم کی چیزیں دکانوں پہ رکھے ہوتے بہت سے غرباء مساکین کے انکسار قلب کا باعث ہوتی ہیں اس لئے وہ حضرات ایسی چیز کے استعمال کو مکروہ سمجھتے تھے جو قلب مسلم کے توڑنے کا ذریعہ بن گئی ہو یہ ان کا کمال و غایت تقویٰ تھا جزاہم اللہ تعالیٰ ہم عوام اس کے مکلف نہیں ہیں یہ بھی ہمارا ہی قصور ہے ان کے کمال میں نقصان اور ان کی احتیاط کو بیجا وہم نہ سمجھنا چاہیئے۔ **فائدہ** :۔ اس نقل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ طالب علمی کی حالت میں بھی تقویٰ و احتیاط ضروری ہے آزادی نہیں۔

پچھلے صفحہ کا حاشیہ

سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے[1]

صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی اس صفت محمودہ کی کمی نہ تھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد عرصہ تک حسرت کے ساتھ وطن کو یاد کرتے رہے آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مدینہ منورہ کی محبّت سب کے قلوب میں اصلی وطن کے برابر ہوگئی۔

اور بعض علماء نے اس مقولہ کے معنی میں بہت تکلّف کیا ہے یعنی مراد وطن سے عالم آخرت یا جنّت ہے جو اصل مقام و مسکن ہے جس کے بھول جانے پر مولانا جامی تعجب سے تنبیہ فرماتے ہیں ؎

تو ئی آں دست پرور مرغ گستاخ | کہ بودت آشیاں بیروں ازیں کاخ
چرا زاں آشیاں بیگانہ گشتی | چو دوناں مرغ ایں ویرانہ گشتی

اور واقعی اشتیاق اس عالم کا اور تمنّاء و محبّت جنّت کی اہل ایمان ہی کا حصّہ ہے کیونکہ وہ محل دیدار جناب حق سبحانہ وتعالیٰ ہے جو غایت مقصود اہل ایمان ہے۔

حسنات الابرار

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ :- یعنی عام پرہیز گار وصالحین کے لئے جو امور عبادت میں محسوب ہوتے ہیں ان میں سے بعض افعال بندگان مخصوص و مقربان بارگاہ کے حق میں معاصی شمار ہونے لگتے ہیں اور مواخذہ ہوجاتا ہے۔ دیکھیے خلیفہ وقت کے لئے اپنے عزیز و اقربا کو جو مستحق عہدہ اور لائق انتظام ہوں حاکم بنانا اور عامل مقرر کرنا جائز بلکہ بعض مواقع میں باعث

---

[1] اگرچہ اس محبت کی بڑی وجہ اس مقام کی عظمت و مقبولیت عند اللہ و عند الرسول ہے لیکن مولد مسکن ہونے کی حیثیت کو بھی اس میں دخل ہے کما لا یخفیٰ ۱۲ منہ

اجر و ثواب ہے لیکن حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے لئے خلاف اولیٰ سمجھ کر اس سے احتراز کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جائز ہونے کی وجہ سے اس پر عمل کیا تو خدا تعالیٰ کو پسند نہ ہوا اور عتاب بصورتِ فتنہ ظہور پذیر ہوا گو یہ بھی ان کے لئے باعث شہادت و سعادت و فلاح آخرت ہوا کیونکہ وہاں کے ہر عتاب میں ایک رحمتِ مخفی ہوتی ہے جو صدق القائلین کے ارشاد (سَبَقَتْ رَحْمَتِی عَلٰی غَضَبِیْ) سے صاف ظاہر ہو رہی ہے پس مقولہ "حَسَنَاتُ الْاَبْرَار" موید بالاحادیث ہے خود حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے بلکہ ابو سعید خراز صوفی کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

راگ الغناء رقیۃ الزنا :- راگ زنا کا منتر ہے حدیث نہیں مگر قول بہت سچا ہے راگ سے اکثر اسی قسم کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ فعل شنیع تک نوبت پہنچ جاتی ہے جن لوگوں کے قلب میں اس قسم کی رغبت ہو یا پیدا ہونے کا اندیشہ ہو ان کو خوش آوازی سے جائز اور مباح اشعار وغیرہ کا سننا بھی بلا کسی اختلاف کے حرام ہے کیونکہ ذریعہ حرام خود بھی حرام ہوتا ہے اور خوش آوازی محرک ہوتی ہے اُس مادہ کی جو قلب میں مضمر ہے اور یہی معنی ہیں :- اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ کے کہ راگ نفاق پیدا کرتا ہے۔

ھدایت :- یہ موقع غنا و سماع کی تفصیل کا نہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پہلی کتابوں میں بس سماع و غنا کا مذکور ہے اور جس کی نسبت ائمہ کا اختلاف

مشہور ہے اس سے خوش آوازی سے اشعار وغیرہ کا سننا مراد ہے اس زمانہ کے میلوں اور عرسوں کا مروجہ سماع مراد نہیں اور وہ کسی امام اور عالم کے نزدیک بھی جائز نہیں۔

دوسرے کے خوش کرنے کے لئے کھانا

جو شخص اپنے بھائی مسلمان کا طعام اُس کے خوش کرنے کے لئے کھائے وہ کھانا اس کو ضرر نہیں دے گا۔

یہ حدیث نہیں ابو سلیمان دارانی کا ارشاد ہے جو اکثر مواقع میں اس لئے صحیح ہو جاتا ہے کہ دوسرے کے خوش کرنے کے لئے نہایت قلیل کھانا کافی ہوتا ہے جس کے ضرر کو خود طبیعت بھی دفع کر دیتی ہے اور کچھ تفریح قلب مومن کی برکت۔"

پس اس کو حدیث سمجھ کر بد پرہیزی اور بے احتیاطی کی دلیل بنا لینا درست نہیں۔ حدیث شریف میں بیماروں کے لئے پرہیز کی ہدایت و تعلیم وارد ہے

منانے سے نہ ماننے والا

جو شخص راضی کرنے سے راضی نہ ہو (یعنی منانے سے نہ منے) وہ شیطان ہے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا اس کی نسبت صحیح نہیں ہے بلکہ حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے یعنی عذر و معذرت کو قبول نہ کرنا اخلاق حمیدہ اور خصائل انسانی سے بعید ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس کو غصہ دلانے سے بھی غصہ نہ آوے وہ گدھا ہے یعنی غیرت و انسانیت

کا مادہ اس میں مفقود ہے۔"

من عرف نفسہٗ

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فقد عَرَفَ رَبَّہٗ
عوام و خواص کی زبان پر مشہور ہے مگر ارشاد صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے بلکہ ایک ولی اللہ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ کا قول ہے جس کے معنی تفصیل و تشریح اہل علم نے بہت طویل کی ہے اور بہت کچھ نکات بیان فرمائے ہیں نہایت مختصر یہ ہے کہ جس کو اپنے نفس کی حقارت و ذلت احتیاج و نقصان عدم و فنا وغیرہ اوصاف پیش نظر ہوں گے اس کو جناب باری تعالیٰ شانہٗ کی عظمت و جلال و استغنا و کمال وجود و بقا کا یقین و تصدیق کامل ہو جائے گی یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی آیات قدرت اور عجائبات خلقت کو اپنے نفس مصنوع و مخلوق میں غور کرنے سے صانع حقیقی کے وجود اور اس کے کمال کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وفی الارض آیاتٌ للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون
یعنی یقین اور غور کرنے والوں کے لئے زمین میں خدا تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں ہیں کیا تم دیکھتے نہیں۔ فقط

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

علم الاولین

ملقب بہ

فیض الاول

یعنی

جناب مولینا حاجی حافظ محمد عبد الاول صاحب

کے

عربی رسالہ احسن الوسائل کا انتخاب

جسکو

قدوۃ العلماء حضرت مولینا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سابق محدث دار العلوم دیوبند نے اردو میں تالیف فرمایا

ناشر

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

حمد و ثنا اسی قدیم ذات کو شایان ہے ھو الاول والاٰخر جس کی شان، ظاہر و باطن میں جس کا جلوہ ہے۔ یہ اونچا آسمان اور وہ چٹیل میدان جب نہ تھے تو وہی موجود تھا یہ اونچے پہاڑ اور وہ زور و شور سے بہنے والے دریا جب عدم میں منہ چھپائے ہوئے تھے تب بھی اسی کا جلوہ نمایاں تھا۔ سورج تھا نہ اس کی گرمی، چاند تھا نہ اس کی روشنی، کون تھا وہی ابدی و قدیم وحدہٗ لاشریک سچا معبود۔ جب اپنی قدرت کا تماشا دکھلانا چاہا ایک اشارہ سے تمام کارخانہ عالم وجود کر لیا۔ آدم کو اپنا خلیفہ بنایا۔ جنت سے زمین پر پہونچایا۔۔۔۔۔۔ تمام ضرورتوں کا علم سکھلایا دنیا میں زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ بتلایا۔ اولاد آدم سے ایک ایسا محبوب نبی بنایا کہ فرشتوں نے بھی اپنا مرتبہ اس سے نیچا پایا۔ سب سے اول اس کا نور پیدا کیا اور سب سے پہلے اس کو نبوت دی اپنے خاص دوستوں اور پیارے بندوں کو اس کے اہل بیت اور خادموں میں داخل کیا خدا کے ہزاروں سلام و صلوٰۃ ہوں اس پر اور اس کے تابعین پر امابعد فقیر بے مایہ بندہ سید اصغر حسین حسنی حنفی دیوبندی غفراللہ و لمشائخہ و لاکابرہ و احبابہ اجمعین عرض کرتا ہے کہ کتاب احسن الوسائل الی حفظ الاوائل مؤلفہ سراپا فضل و کرم متخلص باخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جناب مولینا حافظ قاری مولوی عبدالاول صاحب ابن عالم عامل صوفی کامل حضرت مولینا کرامت علی صاحب جونپوری مرحوم و مغفور کی ایک نہایت لطیف کتاب ہے۔ مولوی صاحب موصوف اپنی علمی قابلیت استعداد اور کثرت تصانیف خصوصاً علم و ادب کے کمال تجربہ کی وجہ سے مستغنی

عن التوصیف ہیں گو آپ کی تمام تصانیف اہل علم کی دلچسپی کا سامان ہوتی ہیں اور نہایت مفید ہونے کی وجہ سے بعض عربی مدارس کے درس میں بھی داخل ہیں لیکن احسن الوسائل اپنی طرز میں ایک خاص کتاب ہے۔ احقر خود بھی اسکو دیکھ کر لطف اٹھاتا تھا اور جس کو سناتا تھا خوش ہوتا تھا۔ چونکہ یہ رسالہ عربی زبان میں تھا جو لوگ اس کو نہ سمجھ سکتے تھے ان پر بڑا افسوس آتا تھا۔ اردو میں اب تک ایسی کتاب نظر نہیں پڑی لہٰذا ایسے لوگوں کی خیرخواہی اور فائدہ کے لیے بندہ نے اس رسالہ کو منتخب کر کے جو باتیں عام فہم اور دلچسپ تھیں ان کو اردو میں بطور سوال و جواب کے ترتیب دے کر عِشۡرۃُ الاَدِلِیۡنَ سے موسوم کیا بعض وہ علمی باتیں اور بحثیں جن میں صرف علماء ہی کو لطف آسکتا تھا اور جن کو وہ خود اصل رسالہ میں دیکھ سکتے ہیں چھوڑ دی گئیں اور بعض جگہ اپنی طرف سے بطور فائدہ کے دو چار باتیں بیان کر دیں خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ نیک خیال لوگوں میں مقبول بنا کر نفع پہنچا دے اور اپنے خاص حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اصل مصنف اور اس فقیر مترجم (اصغر حسین محدث دار العلوم) اور مؤلف (مولینا حاجی حافظ عبد الاول صاحب رح) پر نظر رحمت فرما دے۔

آمین ثم آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال۔ سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا ہے؟

جواب۔ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ حدیث شریف میں ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

سوال۔ آپ کے نور کے بعد سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی۔

جواب۔ قلم کو پیدا فرمایا۔

سوال۔ سب سے پہلے قرآن شریف کی کونسی سورت نازل فرمائی؟

جواب۔ سورہ علق یعنی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

سوال۔ سب سے پہلے دنیا میں کونسا درخت پیدا ہوا؟

جواب۔ کھجور کا درخت۔

(ف) یہ ایک عجیب درخت ہے اور اہل عرب کا توشہ اور اس ملک کا خاص میوہ ہے پہاڑوں اور پتھروں میں بعض دفعہ پیدا ہو جاتا ہے اور ایسا شیریں ہوتا ہے کہ لب بند رہتے ہیں دبا کر رکھنے سے برسوں رہتا ہے اور خراب نہیں ہوتا۔ طرح طرح سے کھایا جاتا ہے شیرہ نکال کر بجائے شکر کے استعمال کرتے ہیں روٹی سے اس کو کھاتے ہیں۔ مالیدہ اور حریرہ بناتے ہیں جانوروں میں اونٹ اور پھلوں میں کھجور عرب کی سرزمین کے لئے خدا تعالیٰ نے نہایت بڑی نعمت بنائی ہے۔ اس درخت کو انسان سے بڑی مناسبت ہے جیسے انسان کا کوئی عضو کٹ کر پھر نہیں نکلتا اسی طرح اس کی شاخ وغیرہ

جو کٹ جاتی ہے پھر نہیں پھوٹتی
اسی سے مشہور ہے کہ حضرت آدم
علیہ السلام کو بنا کر جو مٹی باقی تھی اس
سے خدا نے کھجور کا درخت پیدا فرمایا
روایت ہے کہ ایک روز
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا بتلاؤ ایسا
کونسا درخت ہے جو مرد مسلمان
کی طرح نہایت ہی .... نافع ہے
اور اس کے پتے کبھی نہیں جھڑتے ؟
حاضرین نے جنگل کے طرح طرح
کے درخت بتائے مگر کھجور کا خیال
کسی کو نہ آیا آخر عرض کیا کہ یا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ہی ارشاد فرمائیے
تب آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کھجور ہے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے
عبداللہ بھی اس مجلس میں موجود تھے
وہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں آ
گیا تھا کہ کھجور ہے۔ مگر میری عمر سب
سے کم تھی۔ بڑے آدمیوں کی شرم
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہنے کی جرات نہ ہوئی۔
(فقیر مترجم)

سوال۔ لوح محفوظ میں خدا تعالیٰ نے
سب سے پہلے کیا لکھا ہے

جواب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال۔ اوّل زمین کا کون سا ٹکڑا پیدا
کیا گیا ؟

جواب۔ جس جگہ خانہ کعبہ ہے اوّل
اس کو پیدا کر کے پھر چار طرف
زمین پھیلا دی گئی۔

سوال۔ سب سے اوّل اربعین (یعنی
چہل حدیث) کس نے تالیف
کی اور لکھی ؟

جواب۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ
امام حدیث نے جن کی وفات
۱۸۱ھ میں ہوئی۔

(ف) آپ کے بعد صدہا علما نے

جدے جدے طرز پر اربعین جمع فرمائی اور سب سے آخر میں بندہ مترجم ننگ خلائق فقیر سید اصغر حسین عفی عنہ نے ۱۳۲۲ھ میں چہل حدیث تالیف کی۔

سوال۔ طب میں اسباب و علامات سب سے پہلے کس نے لکھے؟

جواب۔ حکیم بقراط نے۔

سوال۔ علم اصطرلاب سب سے پہلے کس نے وضع کیا؟

جواب۔ بطلیموس نے

سوال۔ اس حکیم کے شاگرد دوں ہیں سب سے پہلے اس فن کو کس نے سیکھا؟

جواب۔ ابراہیم بن حبیب الفزاری

ع۔ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب کے بعد بھی اب بہت سے لوگوں نے چہل حدیث جمع فرمائی ہیں یہ فرمانا اپنے زمانہ کے اعتبار سے تھا۔

نے۔

سوال۔ اصول فقہ سب سے پہلے کس نے بنایا؟

جواب۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

سوال۔ علم بدیع میں اوّل تصنیف کس نے کی؟

جواب۔ ابو العباس بن المعتز عباسی نے ۲۷۴ھ میں اُن کی وفات ۲۹۶ھ میں ہوئی۔

سوال۔ علم تجوید میں اوّل کس نے تصنیف کی؟

جواب۔ موسیٰ ابن عبید اللہ بن یحییٰ بغدادی نے جن کی وفات ۳۲۵ھ میں ہوئی۔

سوال۔ سب سے اوّل صوفی کس کا لقب ہوا؟

جواب۔ ابو ھاشم صوفی جن کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

سوال - اہل اسلام میں علم جبر و مقابلہ (الجبرا) سب سے پہلے کس نے تصنیف کی؟

جواب - استاد ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ خوارزمی نے جن کی کتاب اس علم میں مشہور ہے۔

سوال - جغرافیہ اول کس نے تصنیف کیا؟

جواب - بطلیموس نے۔

سوال - علم حدیث میں سب سے پہلے کس نے تصنیف کی؟

جواب - ابن جریح محدث رحمۃ اللہ علیہ نے۔

سوال - علم سیر یعنی واقعات و حالات متعلقہ صحابہ کرامؓ و رسول اکرمؐ اول کس نے تصنیف کی؟

جواب - مشہور و معروف امام سیر و مغازی محمد بن اسحاق نے اول تصنیف اس علم میں کی جن کی وفات ۱۵۱ھ میں ہوئی ان کے بعد عبدالملک بن ہشام حمیری نے نہایت عمدگی سے تدوین ترتیب کی جن کی وفات ۲۱۳ھ میں ہوئی۔

سوال - قرآن و حدیث کے مشکل الفاظ کی شرح اول کس نے تصنیف کی؟

جواب - ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ التمیمی بصری متوفی ۲۱۰ھ نے

سوال - فضائل قرآن اول کس نے تصنیف کی؟

جواب - حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

سوال - قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے کون اٹھے گا؟

جواب - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال - حضرت آدم ؑ کے بعد اول لکھنا کس نے شروع کیا؟

جواب ۔ حضرت ادریس علیہ السلام
پیغمبر خدا نے۔
سوال ۔ اور سینا کس نے شروع کیا؟
جواب ۔ حضرت ادریس علیہ السلام
نے۔
سوال ۔ دوزخی لباس سب سے پہلے
کس کو پہنایا جائے گا۔ اور دوزخ
میں سب سے پہلے کون داخل
ہوگا؟
جواب ۔ ابلیس کو سب سے پہلے دوزخی
وردی پہنا کر دوزخ میں ڈالا
جائے گا۔
سوال ۔ سب سے اول حساب کس
سے ہوگا؟
جواب ۔ حضرت جبریل علیہ السلام
سے اس لئے کہ وہ خدا کے آمین
اور رسولوں کے پاس پیام
لانے والے تھے۔
سوال ۔ جنت میں سب سے پہلے
کون داخل ہوگا؟
جواب ۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔
سوال ۔ حضرت آدم نے جنت میں
جا کر کیا کھایا تھا؟
جواب ۔ سب سے پہلے انگور کھایا
(بقول بعض بیر) اور سب سے
آخر میں گندم کھایا تھا۔
سوال ۔ جنت میں مومنین کو اوّل کیا
کھلایا جائے گا؟
جواب ۔ داخل ہونے کے بعد فوراً
مچھلی کے جگر کے کباب کا
ناشتہ کرایا جائے گا پھر انگور
(ف) اس ترتیب سے
مختلف روایات کا مطلب
صاف ہوگیا۔
مترجم ۱۲
سوال ۔ دنیا میں سب سے اوّل زلزلہ
کب آیا؟

جواب۔ جب کہ حضرت آدمؑ کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔

سوال۔ اذان سب سے اول کس نے دی؟

جواب۔ حضرت بلال موذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

(ف) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو نماز کے لئے لوگوں کو بلانے کی کوئی خاص تدبیر نہ تھی۔ اندازہ کرکے خود بخود لوگ وقت پر جمع ہو جاتے تھے مگر دقت رہتی تھی باہم مشورہ ہوا تو کسی نے کہا کہ مجوس کی طرح آگ جلا دیا کرو۔ اُسے دیکھ کر لوگ آجایا کریں گے کسی نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بجایا کرو۔ کسی نے کہا یہود کی طرح قرن (سنکھ یا نرسنگھ) بنا لو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان رایوں کو پسند نہیں فرمایا۔ اسی فکر میں تھے کہ عبداللہ بن زید صحابیؓ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی آدمی ناقوس لے رہا ہے انہوں نے پوچھا کہ فروخت کرتے ہو؟ اس آدمی نے کہا کہ تم کیا کروگے؟ صحابیؓ نے جواب دیا کہ نماز کے وقت بجا کر لوگوں کو بلایا کریں گے اس شخص نے کہا کہ لو سنو ہم تم کو اس سے عمدہ ترکیب بتلاتے ہیں۔ صحابی نے کہا اچھا بتلاؤ انہوں نے یہ اذان کہہ کر جو آجکل پانچوں وقت پکاری جاتی ہے اور کہا کہ نماز کے وقت اسی طرح پکار دیا کرو صحابیؓ جاگے اور صبح کی نماز سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہایت مبارک اور سچا خواب ہے تم بتلاتے جاؤ اور بلالؓ پکار کر اذان کہتے جائیں ان کی آواز بلند

ہے اذان پکاری گئی تو سن کر حضرت عمرؓ
بھی دوڑے آئے کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم میں نے بھی خواب میں اسی طرح اذان
دیکھی رسول اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے
اذان جاری ہوگئی۔ خدا تعالیٰ قیامت
تک جاری رکھے۔

فقیر مترجم عفی عنہ

سوال۔ خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے
لئے اوّل کس نے تلوار نکالی؟

جواب۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
نے۔

(ف) آپ رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔
سولہ ۱۶ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے
ان کے چچا ان کو طرح طرح سے
تکلیف دیتے تھے کہ یہ اسلام
سے پھر جائیں۔ کبھی دھوئیں
میں بند کر دیتے تھے مگر یہ اپنے
دین پر پختہ رہے آپ نے ان کو
جنتی ہونے کی بشارت زندگی ہی میں دی
تھی آپ چونسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے

مترجم ۱۲

سوال۔ شراب اور راگ باجا اوّل کس
نے ایجاد کیا؟

جواب۔ شیطان نے۔

سوال۔ خدائی کا دعویٰ اوّل کس نے کیا

جواب۔ نمرود نے۔

سوال۔ یحییٰ سب سے پہلے کس کا نام
ہوا ہے؟

جواب۔ حضرت ذکریا علیہ السلام
کے بیٹے حضرت یحییٰ کا۔

سوال۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے
کس کے جنازے پر تابوت
(گہوارہ) بنایا گیا۔؟

جواب۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے
جنازہ پر (اگر اردو میں اس واقعہ
کو صاف طور سے دیکھنا ہو تو

بندہ مترجم (مولینا اصغر حسین صاحب محدث دارالعلوم دیوبندؒ) کی کتاب بضعۃ الرسول مطالعہ فرمایئے۔

سوال۔ مسجد میں سب سے پہلے چراغ کس نے جلایا؟

جواب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت تمیم داریؓ نے پہلے مسجد میں چراغ جلانے کا دستور نہ تھا انہوں نے چراغ روشن کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسلام کو روشن کیا خدا تعالیٰ تمہارے دل کو منور فرما دے اگر میرے کنواری بیٹی موجود ہوتی تو تم سے نکاح کر دیتا ایک شخص نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ میں اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کئے دیتا ہوں اور نکاح کر دیا۔

سوال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اوّل کس بی بی سے نکاح کیا؟

جواب۔ بی بی خدیجہؓ سے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس ۲۵ سال کی تھی (اگر بی بی خدیجہؓ کا مفصل حال دیکھنا ہو تو بندہ مترجم کی کتاب الصالحاتؑ کا مطالعہ فرمائیں)

سوال۔ مسجد میں اوّل محراب کس نے بنائی؟

جواب۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جو عدل و انصاف اور خدا سے ڈرنے میں مشہور رہیں۔ خلفائے اربعہ کے بعد انہیں کا درجہ خلافت میں ہے

سوال۔ تمام دنیا سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کون ایمان لایا؟

جواب۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

عہ الصالحات یعنی نیک بیبیاں قیمت ۲/۱۵ (ناشر سے طلب فرمائیں)

سوال۔ بالغ مردوں میں سے سب سے
پہلے کون اسلام لایا؟
جواب۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

سوال۔ لڑکوں میں سب سے پہلے
کون اسلام لایا؟
جواب۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ
سوال۔ علم نحو اوّل کس نے ایجاد کیا اور
قرآن مجید پر اعراب کس نے لگائے
جواب۔ ابوالاسود دلی تابع بصری
نے۔

(ف) بندۂ مترجم عفی عنہ کہتا ہے
کہ علم نحو کے اصل واضع حضرت
سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور
اس علم کو بڑا فخر یہ حاصل ہے کہ
ایسے جلیل القدر خلیفہ صحابی رضی اللہ عنہ کی
طرف منسوب ہے۔ اوّل حضرت
موصوف نے باب اضافت
اور باب امالہ تحریر فرمایا اور پھر

ابوالاسود نے باب العطف اور باب
الاضافت لکھا۔ ابوالاسود لکھتے ہیں کہ
ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آگیا
تو آپ سر جھکائے متفکر بیٹھے تھے میں نے
عرض کیا کہ یا حضرت فکر کی کیا وجہ ہے
فرمایا کہ میں نے لوگوں کو غلط عربی بولتے
سنا ہے ارادہ ہے کہ عربیت کے قواعد
میں ایک کتاب لکھوں۔ ابوالاسود نے
عرض کیا کہ جناب اس طرف توجہ فرمادیں
تو ہم لوگوں پر بڑا احسان ہو۔ چوتھے روز
پھر حاضر ہوئے آپ نے علم نحو کے کسی
قدر ابتدائی قواعد لکھے ہوئے ابوالاسود کو
دیئے ان کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے
اس کے بعد ابوالاسود ہمیشہ کسی قدر لکھ
کر لاتے اور جناب امیر رضی اللہ عنہ
اصلاح فرما دیتے جب کافی مقدار اس علم
کی جمع ہو گئی تو آپ نے فرمایا یہ نحو (یعنی
مقصود) بہت اچھا ہے اسی وجہ سے
اس علم کا نام نحو ہو گیا۔

سوال - قرآن مجید میں اوّل کس نے نقطے
لگائے ؟

جواب - حجاج بن یوسف امیر عراق و
خراسان کے حکم سے لگائے اور
اعراب ابوالاسود دلی نے لگائے
چنانچہ مذکور ہوا بلکہ اعراب و نقطے
دونوں ابوالاسود ہی کی ایجاد ہے

سوال - خانہ کعبہ پر غلاف کس نے ڈالا

جواب - تبع (اوّل) نے جو ایک بڑا
بادشاہ تھا یہ اپنے لشکر کو لئے ہوئے
سیر کرتا پھرتا تھا مکہ میں آیا تو لوگوں
نے اس کی کچھ تعظیم نہ کی اس لئے
بہت خفا ہوا اور خانہ کعبہ کو منہدم
کرنے کا ارادہ کیا اور وہاں کے
لوگوں کو قتل و قید کرنے کا قصد
کیا فوراً اس بادشاہ کے ناک
کان سے پیپ بدبودار جاری
ہوگئی - کسی کے علاج سے نفع
نہ ہوا تب طبیبوں نے لاچار
ہو کر کہا کہ ہم دنیاوی امراض کا علاج کر
سکتے ہیں یہ تو آسمانی بلا ہے اس کا کچھ
علاج نہیں البتہ اگر کعبہ کی بے ادبی سے
باز آؤ تو صحت ہو بادشاہ نے اس
نیت بد سے توبہ کی اور خدا تعالیٰ پر
ایمان لایا اسی وقت پیپ بند ہوگئی
اس نے نہایت اعتقاد سے خانہ کعبہ
کو غلاف پہنایا -

سوال - شیطان کے بعد پہلے دوزخ
میں کون جائے گا ؟

جواب - جو شخص ہمیشہ غیبت پر اصرار
کرتا ہوا مرگیا -

سوال - اذان کے لئے منارہ اوّل
کس نے بنایا ؟

جواب - حضرت معاویہؓ کے حکم سے
مسلمہ نے بنایا اس سے پہلے
اذان کے لئے منارہ نہ ہوتا
تھا -

سوال - بعد مدینہ میں تشریف لانے کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آنے والے لوگوں میں سب سے پہلے کس کی وفات ہوئی؟

جواب۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کا انتقال شعبان ۳ھ میں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ کے مقبرہ بقیع میں دفن فرمایا اور ان کی قبر پر علامت کے لئے پتھر رکھ دیا تھا۔

سوال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے اوّل کون بچہ پیدا ہوا اور کہاں اور کس بی بی سے پیدا ہوا؟

جواب۔ عبداللہ سب سے اوّل مکہ میں رہتے ہوئے نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے اور چھوٹی ہی عمر میں وفات ہو گئی۔

سوال۔ مسائل فقہ کو اوّل کس نے تالیف تصنیف فرمایا؟

جواب۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچھلے علما آپ کے خوشہ چین ہیں۔

سوال۔ مدینے میں جا کر سب سے اول مہاجرین میں کون بچہ پیدا ہوا؟

جواب۔ عبداللہ بن زبیرؓ ۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چبا کر انکے منہ میں ڈالی سب سے اول آپؐ کا لعاب مبارک ان کے دہن (منہ) میں گیا۔

سوال۔ سب سے اوّل شیخین (حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہنا کس نے شروع کیا؟

جواب۔ عبداللہ بن سبا منافق یہودی نے

سوال۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

سب سے پہلے کس نے بیعت
کی ؟
جواب۔ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے۔
سوال۔ ایمان کے بعد سب سے اوّل امت
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا
فرض ہوا۔
جواب۔ نماز فرض ہوئی۔
سوال۔ سب سے اوّل گندم کی کاشت
کس نے کی (دنیا میں) ؟
جواب۔ حضرت آدم علیہ السلام نے
سوال۔ اوّل کپڑا سینا کس نے شروع
کیا ؟
جواب۔ حضرت آدم علیہ السلام نے
سوال۔ اوّل کپڑا کس نے بنا ؟
جواب۔ حضرت آدم علیہ السلام نے
(ف) نزہت الناظرین میں
روایات ضعاف میں سے ایک
روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ ایک شخص رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت صلعم
میرے پیشہ کی نسبت کیا حکم ہے۔
آپ نے فرمایا۔ تمہارا پیشہ کیا ہے ؟
عرض کیا کہ کپڑا بنتا ہوں آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا پیشہ ہمارے
باپ حضرت آدم علیہ السلام کا پیشہ
ہے۔ تین روز تک حضرت جبرئیل
آمین علیہ السلام بتلاتے رہے اور
حضرت آدم علیہ السلام بنتے رہے
تیرا پیشہ ایسا ہے جس کی ہر ایک آدمی
کو زندگی میں اور بعد الموت بھی ضرورت
پڑتی ہے جو کوئی تمہارے پیشہ کو برا
کہے اور عیب لگاوے اور تم کو تکلیف
دے اس نے گویا آدم علیہ السلام
کو عیب لگایا اور تکلیف دی لہذا
تم لوگ کچھ غم نہ کرو اور خوش ہو کہ آدم
علیہ السلام آگے ہوں گے اور تم ان
کے پیچھے (اب تم عمل صالح کرو) جنت

میں داخل ہو گے (موئف)

سوال۔ اول کیمیا اور اس کے متعلقات پر اہل اسلام میں سے کس نے بحث کی؟

جواب۔ حضرت معاویہؓ کے پوتے خالد بن یزید نے۔

سوال۔ پیمانہ اور وزن اوّل کس نے بنائے

جواب۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے

سوال۔ دنیا میں سب سے اوّل ظلماً کون قتل ہوا (بطور ظلم کے)؟

جواب۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ہابیل پچیس ۲۵ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ اس کے بھائی قابیل نے مار ڈالا

سوال۔ قرآن کو اول، مصحف کس نے کہا؟

جواب۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔

سوال۔ قربانی خدا کی راہ میں سب سے پہلے کس نے کی؟

جواب۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

سوال۔ خدا تعالیٰ قیامت میں اوّل کس پر نظر فرمائے گا؟

جواب۔ جو دنیا میں نابینا تھا۔ (اور صبر و شکر سے عمر گزاری)

سوال۔ خانۂ کعبہ پر پرانا غلاف اتار کر، نیا غلاف چڑھانا کس نے شروع کیا؟

جواب۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے ہر سال پرانے غلاف کے اوپر دوسرا غلاف چڑھا دیتے تھے۔ اس طرح کپڑا جمع ہونے سے کئی مرتبہ آگ لگ گئی تب امیر معاویہؓ نے پہلے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اب تک اسی طرح ہوتا ہے۔

سوال۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لے جانے

کے بعد انصار میں اوّل (سب سے پہلے) کون بچہ پیدا ہوا؟

جواب ۔ نعمان بن بشیر صحابی رضی اللہ عنہ ان کے باپ بھی صحابی ہیں

سوال ۔ اوّل کاتنا کس نے شروع کیا؟

جواب ۔ حضرت حوّا علیہ السلام نے

سوال ۔ سب سے اوّل دینار بناکر ان پر آیات قرآنی کس نے لکھی

جواب ۔ عبدالملک بن مروان نے، دینار بناکر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لکھی

سوال ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّل جمعہ کس جگہ ادا فرمایا

جواب ۔ مدینہ میں تشریف لانے کے بعد قبیلہ بنی سالم بن عوف میں جمعہ پڑھا اور سب سے اوّل مدینہ میں اسی جگہ صحابہ رضؓ کو خطبہ سنایا۔

فصلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مسائل ضروریہ مفید خاص وعام

(از طرف مؤلف)

پاکی ناپاکی اور وضو نماز کے متعلق مسائل

سوال ۔ وضو کے بعد رومال وغیرہ سے بدن خشک کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۔ جائز ہے ۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کے بعد بدن خشک کرنے

کو ایک کپڑا رہتا تھا۔ مگر مناسب
یہ ہے کہ ایسی طرح خشک کرے
کہ کسی قدر اثر پانی کا باقی رہے
سوال۔ غسل کے بعد وضو ضروری ہے
یا وہی کافی ہے۔
جواب۔ وہی کافی ہے۔ دوسرے
وضو کی ضرورت نہیں۔ حدیث
سے یہی معلوم ہوا۔
سوال۔ سوتے ہوئے پانی جو منہ سے
نکل کر کپڑوں کو لگ جاتا ہے
وہ پاک ہے یا ناپاک۔
جواب۔ فتویٰ اس پر ہے کہ وہ پاک
ہے اور اس کے لگنے سے کپڑا
ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ اگر اس
میں خون اور زردی ملی ہوئی
ہو تو ناپاک ہوگا۔
سوال۔ جس شخص کو غسل کی حاجت ہو
اس کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک
جواب۔ بالکل پاک ہے البتہ اگر بدن
پر کوئی ناپاکی ظاہر لگی ہوئی ہے
تو اس سے مل کر پسینہ ناپاک ہو
جائے گا ورنہ خود پسینہ غسل
کی حاجت والے کا ناپاک نہیں
اگر کپڑوں کو یہ پسینہ لگ جائے
تو ناپاک نہیں ہوتے۔
سوال۔ بڑے آدمی کے پیشاب میں
اور بچہ کے پیشاب میں کچھ فرق
ہے یا نہیں؟
جواب۔ ناپاکی میں دونوں برابر ہیں
مگر بچہ کے پیشاب کو دھونے
میں مبالغہ شرط نہیں۔ آسانی
سے دھل جاتا ہے۔ بخلاف
بڑے آدمی کے۔
سوال۔ ایک کپڑے کے گوشہ کو ناپاکی
لگ گئی پھر خیال نہ رہا کہ کس
طرف لگی تھی تو کیا کرنا چاہیئے
جواب۔ خوب غور اور خیال کرے
جس طرف زیادہ گمان ہو

وہاں سے دھو ڈالو پاک ہو جائے گا۔ کچھ بھی شبہ دل میں نہ لانا۔ پھر اگر چند روز کے بعد خاص وہی جگہ معلوم ہو گئی تو اسے دھو ڈالے اتنے عرصہ تک جو نمازیں اس کپڑے سے پڑھیں ان کا لوٹانا واجب نہیں۔

سوال۔ تراویح میں اگر نابالغ لڑکے کو امام بنا دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس میں اختلاف ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ جائز نہیں۔

سوال۔ اگر امام صافہ اور عمامہ نہ باندھے تو نماز میں کچھ نقصان آتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ بالکل نہیں۔

کھانے پینے کے متعلق مسائل

سوال۔ زیادہ گرم کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ مکروہ ہے۔ لیکن جس کے سرد ہونے سے نفع اور ذائقہ جاتا رہے اس کو گرم گرم استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے

سوال۔ تاڑی اگر عرصہ تک رکھی رہے اور سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ جائز ہے۔

سوال۔ کھانا اگر سڑ جائے تو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ اگر خوب جوش اور تغیر آکر سڑ گیا تو کھانا حرام ہے اور اگر بہت تھوڑا سا فرق آیا تو جائز ہے۔

سوال - سر برہنہ کر کے کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب - بلا ضرورت اچھا نہیں مگر جائز ہے -

سوال - بعض لوگ کہتے ہیں کہ روٹی کے اوپر برتن رکھنا اور روٹی سے ہاتھ صاف کرنا جائز نہیں

جواب - بلا شک مکروہ ہے -

سوال - بعض لوگوں سے سُنا ہے کہ پانی میں چونا کھانا حرام ہے ؟

جواب - ان کا کہنا درست نہیں بلکہ کراہت جائز ہے -

سوال - بطور دوا کے کوئی حرام چیز کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب - جائز نہیں - البتہ کوئی ماہر طبیب یہ کہے کہ اب اسی چیز سے شفا ہوگی تو اجازت ہے

سوال - سانپ کا گوشت اور چیونٹے اور کیڑے مار کر ان کا سفوف دوا میں کھانا جائز ہے یا نہیں

جواب - کھانا جائز نہیں مگر پاک ہے اگر ان کا طلاء اور لیپ بدن پر لگا کر نماز پڑھے تو جائز ہے

سوال - پیوسی اور کھیس (یعنی وہ دودھ جو بچہ جننے کے بعد گائے بھینس وغیرہ دیتی ہے) جائز ہے یا نہیں ؟

جواب - بلا شبہ جائز ہے -

سوال - ایک گائے کو ذبح کیا اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا تو بچہ کو کیا کرنا چاہیئے -

جواب - بچہ کو بھی ذبح کر کے کھا لینا چاہیئے -

سوال - اگر کسی گائے - بکری وغیرہ کو ذبح کیا اور پیٹ میں سے مردہ بچہ نکلا تو اس گائے کا گوشت کھانا جائز ہوگا یا نہیں

جواب - بلا شبہ جائز ہے صرف مردہ

بچّہ کو پھینک دینا چاہیئے اور
اس کی ماں کا گوشت کھایا جائے
سوال ۔ عورت اگر کسی جانور کو ذبح کرے
تو جائز ہے یا نہیں ؟
جواب ۔ عورت کا ذبح کیا ہوا بھی اسی
طرح بلاشک حلال ہے جیسے
مرد کا ذبح کیا ہوا۔
سوال ۔ اگر سات آدمی ایک گائے کو
خرید کر ذبح کریں اور چھ آدمی
قربانی کی نیت کریں اور ایک
عقیقہ کی تو درست ہے یا نہیں ؟
جواب ۔ درست ہے فقہ کی کتابوں
میں یہی لکھا ہے ۔

ہر قسم کے متفرق مسائل

سوال ۔ سونے چاندی کے بٹن مردوں
کو جائز ہے یا نہیں ؟
جواب ۔ جائز ہیں ۔ شامی درمختار
وغیرہ فقہ کی کتابوں سے صاف
معلوم ہوتا ہے ۔

سوال ۔ مرد کو کسی قسم کا زیور پہننا جائز
ہے یا نہیں ؟
جواب ۔ مرد کو صرف چاندی کی انگوٹھی
جس کا وزن ساڑھے چار ماشہ
سے زیادہ نہ ہو جائز ہے ۔
سونے پیتل لوہے اور تانبے
کی انگوٹھی بھی جائز نہیں اور
چاندی کی جو ساڑھے چار
ماشہ سے زائد ہو وہ بھی
جائز نہیں ۔
سوال ۔ اگر دھوبی نے کسی دوسرے
کا کپڑا بدل کر دے دیا اور باوجود
تلاش کرنے کے بھی پتہ
نہیں لگتا تو کیا کرنا چاہیئے ؟
جواب ۔ اگر وہ کپڑا بھلائی برائی اور
قدر و قیمت میں تمہارے
کپڑے کے برابر ہے یا کسی
قدر کم ہے تو استعمال کر لو ورنہ
لینا نہ چاہیئے ۔

سوال۔ اگر کسی شخص نے چوری کا کپڑا لاکر ہمارے ہاتھ فروخت کر دیا اور ہم کو خبر نہ تھی تو ہم کو گناہ ہو گا یا نہیں اور نماز وغیرہ اس کپڑے سے درست ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ خریدنے والے کو بوجہ لاعلمی کے گناہ نہیں ہوا اور نماز وغیرہ اس کی صحیح ہوئی۔

سوال۔ مردہ حیوان کو چمار اور حلال خور کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ ہرگز جائز نہیں اُجرت دیکر چمڑا نکلوا کر رنگوا لو اور پھر چمڑا پھر چمڑا بیچ ڈالو۔ دباغت دینے اور رنگنے کے بعد چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔

سوال۔ نامحرم اور اجنبی عورت کی آواز سُننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ ضرورت کے موقعہ میں جائز ہے بلاضرورت نہیں۔ مثلاً کچھ خرید و فروخت کرنا یا کوئی امیرزادی عورت اپنے ملازموں کو حکم دیتی ہے۔

سوال۔ عورت کو اپنے پیر و مرشد سے بھی پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟

جواب۔ واجب و لازم ہے جس طرح دوسرے نامحرموں سے پردہ کرتی ہے مرشد سے بھی کرے۔

سوال۔ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا رہا ہو تو اس کو یاد دلانا چاہیئے یا نہیں؟

جواب۔ اگر وہ شخص قوی اور توانا ہے اور روزہ میں گھبرانے والا نہیں تو بتلا دینا چاہیئے اور اگر ضعیف ہے تو یاد نہ دلانا

چاہیئے کھانے سے کسی قدر
سہارا ہوجائے گا اور روزہ
بھی باقی رہ جائے گا۔کیونکہ بھول
کر کھانے پینے سے روزہ
نہیں جاتا۔
سوال۔اگر اسٹیشن پر پانی ہے لیکن
ریل چھوٹ جانے کا اندیشہ
ہے تو تیمم سے نماز جائز ہے
یا نہیں؟
جواب۔اگر اندیشہ غالب ہے تو
جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ
ایسی صورت میں ریل چلنے
کے بعد تیمم کرکے نماز پڑھے
سوال۔اگر قبلہ کا رخ نہ معلوم ہو تو
کس طرف نماز پڑھیں؟
جواب۔خوب غور سے اندازہ کرکے
جس طرف گمان غالب ہو اسی
طرف پڑھ لینا چاہیئے اور
اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ

اس طرف قبلہ نہ تھا تو نماز
کا لوٹانا واجب نہیں۔
سوال۔لڑکیوں کے کان چھیدنا
(یعنی کان میں سوراخ کرنا)
جائز ہے یا نہیں؟
جواب۔کان چھیدنا جائز ہے ناک کو
بعض علما منع فرماتے ہیں۔
لڑکوں کا کان اور ناک چھیدنا
جائز نہیں۔
سوال۔کوئی غیر مذہب والا مثلاً
ہندو۔عیسائی۔بیمار ہو تو اس
کی بیمار پرسی کرنا جائز ہے
یا نہیں؟
جواب۔جائز ہے۔
سوال۔نکاح کے وقت خرما لٹا دیتے
یہ جائز ہے یا نہیں؟
جواب۔جائز ہے۔
سوال۔ایک شخص نے مکان کرایہ پر
لیا کہ دو روپے ماہوار دوں

گا اور مرمت بھی کرتا رہوں گا

یہ درست ہے یا نہیں ؟

جواب - جائز نہیں اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

سوال - زلزلہ کے وقت مکان سے نکل کر میدان اور صحن میں آ جانا درست ہے یا نہیں ؟

جواب - جائز ہے بلکہ بہتر اور مستحب ہے (دیکھو در مختار)

سوال - اگر راستہ میں ایک سوئی یا بادام پڑا تھا۔ اس کو اٹھا کر اپنے کام لانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب - ایسی حقیر چیز کا صرف کر لینا جائز ہے۔

اسلامی تہذیب و تمدن

اَلتَّشَبُّہُ فِی الْاِسْلَامِ کامل

تالیف

حضرۃ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند

عکسی طباعت، سفید کاغذ، سائز ۲۲×۱۸/۸

ضخامت ۳۲۰ صفحات عمدہ جلد مجلد ڈائی دار